نعتیہ کلام

طیبات غوثی کا ایک ورق

○
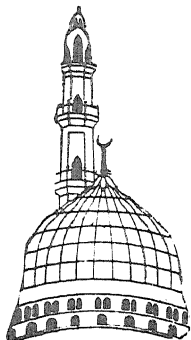
کر نظر ایک ادھر بھی او مدینے والے   تیری رحمت ے

جام جم کو کہیں خاطر میں وہ لاتے ہیں بھلا   جو ترے کوثر

خواب میں بھی نہ نظر آئیں تو شاہا یہ کہو   اب جئیں کیسے

بحر غم سے ہمیں ڈرتے ہیں فدائی ہم ہیں   رحمت احمدؐ م

شیخ اکبرؒ کے تصدق سے طفیل ا

آج عرفان کے غوثی ہیں خزینے وا

مصنف

لاالٰہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

۲۸۶-۲۹۲

علمنه من لدنا علما ٥ (قرآن)

قطب الاقطاب امام الموحدین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ

کا مختصر تعارف

تذکرۂ شیخ اکبرؓ

خدا کے نور کا جلوہ ہے جلوہ شیخ اکبرؓ کا
سراپا نور احمد ہے سراپا شیخ اکبرؓ کا

---------- مرتبہ ----------

مولانا غوثوی شاہ

اشاعت بار اول ☆ بموقعہ عرس حضرت شیخ اکبرؓ، حضرت سیدی مچھلی والے شاہؒ
بتاریخ 29/ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ م 3/ ستمبر 1997 (قیمت 15 روپے
ناشر ادارہ النور، بیت النور، 845-3-16 چنچلگوڑہ، حیدرآباد۔ اے پی انڈیا۔

-------- بہ اہتمام --------

☆ الحاج شاہ مبشر احمد شاہد (ابن حضرت صحوی شاہؒ) ☆ الحاج شاہ فضل الرحمن خالد (ابن حضرت صحوی شاہؒ)
☆ کریم اللہ شاہ فاتح (ابن غوثوی شاہ) ☆ اکرام اللہ شاہ فائق (ابن غوثوی شاہ)
☆ محمد مبین (مرید حضرت، غوثوی شاہ) ☆ بلالی شاہ (خلیفہ حضرت غوثوی شاہ)

در وصف حضرت امام الموحدین سیدنا شیخ اکبر محمد محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ

○

خدا کے نور کا جلوہ ہے جلوہ شیخ اکبرؒ کا
سراپا نور احمدؐ ہے سراپا شیخ اکبرؒ کا

وہ ہے محروم جو منکر ہے اندھا شیخ اکبرؒ کا
وہ ملتا ہے خدا سے جو ہو والا شیخ اکبرؒ کا

ہزاروں اولیاء ہوتے ہیں روح و کشف حضرت سے
جہاں میں آج تک جاری ہے صدقہ شیخ اکبرؒ کا

خدا کی شان حق کو دیکھتا ہوں دونوں عالم میں
قسم حق کی ہے دیکھا جب سے نقشہ شیخ اکبرؒ کا

مقدر اُس کے ہیں مُنہ دیکھنا اُس کا سعادت ہے
جو دیکھے خواب میں وہ روئے زیبا شیخ اکبرؒ کا

ولی تھے آپ اُس دم جب کہ آدم آب و گِل میں تھے
ہے نورِ خاص احمد نورِ والا شیخ اکبرؒ کا

محمدؐ کی ولایت خاص کے ہیں خاتم اصغر
لقب ہے اس لئے ختم الوِلایہ شیخ اکبرؒ کا

طفیل، مصطفیٰؐ حق نے دیئے دو زور ہیں غوثی
وسیلہ شیخ اکبرؒ کا، سہارا شیخ اکبرؒ کا

از:۔ طیبات غوثی ۔ مصنفہ کنز العرفان حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب علیہ الرحمہ

۳۹۲-۷۸۶

بسم الله الرحمن الرحيم

قال في باب البحر المسجور

لما بدا السر في فؤادي	فني وجودي وغاب نجمي
وحال قلبي بسر ربي	وغبت عن رسم حس جسمي
وجئت منه به اليه	في مركب من سني عزمي
نشرت فيه قلاع فكري	في لجة من خفي علمي
هبت عليه رياح شوقي	فمر في البحر مر سهم
فجزت بحر الدنو حتى	أبصرت جهرا من لا اسمي
وقلت يا من رآه قلبي	أضرب في حبكم بسهم
فأنت أنسي ومهرجاني	وغايتي في الهوى وغنمي

وقال أيضا في باب روح سماء الدنيا

يا قمر الاسرار يا ملبسي	غلالة من اخضر السندس

أول الديوان ـ مطبعة بولاق المصرية

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

وَلَا الضَّالِّيْنَ

شبیہہ مبارک حضرت سیدنا شیخ اکبر ابن عربیؒ

Shaik Akbar Ibn Arabi

(1165 A.D - 1245 A.D.)
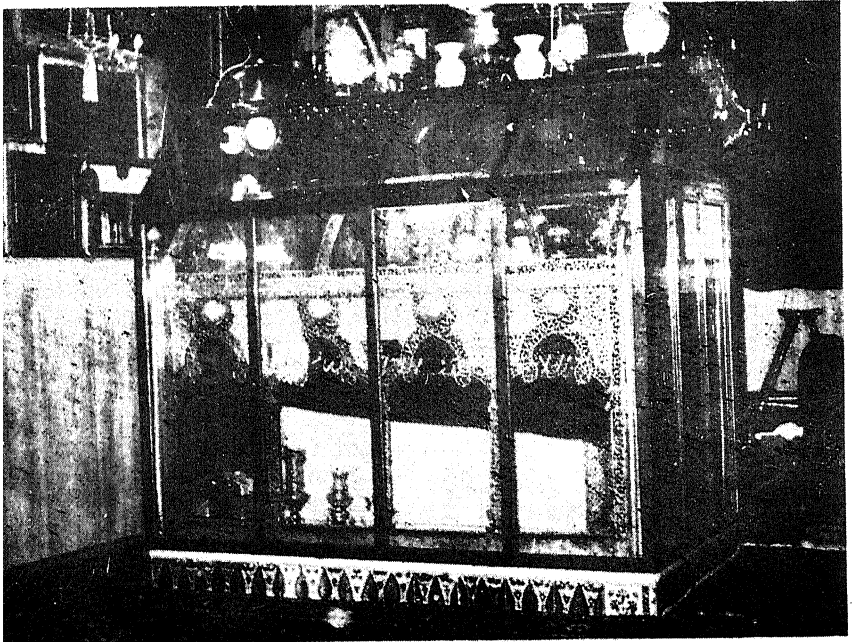
مزار اقدس حضرت شیخ اکبر بمقام صالحیہ جبل قاسیون (دمشق)

آپ کا اسم گرامی

شیخ محی الدین ابو بکر محمد ابن عربی بن علی الطائی الحاتمی الاندلسی

آپ دین کے ایک بڑے عالم اور امام العلما تھے اور فقہ میں بھی بہت بڑی دستگاہ تھی اور حدیث کی بھی سند حاصل کی، تحقیق علم کے لئے سیاحت بھی فرمائی۔ کلام اور منطق و فلسفہ میں ید طولی رکھتے تھے۔ تصوّف کے فن کی تدوین میں مُربی العارفین، سلطان العارفین، امام العارفین، وغیرہ کے خطابات رکھتے تھے، علم حقایق و اسرار میں بطرز خاص کئی اصلاحات کے موجد ہیں، لاکھوں عارفین آپ کے بحر المعانی و حقایق سے سیراب ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں اور یوں ہی تا قیامت ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آپ کی ولادت

حضرت شیخ اکبرؒ کے والد محترمؒ علی بن محمد عبداللہؒ کو کوئی اولاد نہیں تھی۔ آپؒ بغداد جاکر حضرت غوث الاعظم دستگیرؒ سے اپنا ماجرا سنایا، آپ نے فرمایا کہ "تمھارے نصیب میں کوئی اولاد نہیں، ہاں تم چاہو تو میری اولاد جو میرے سلب میں ہے لے سکتے ہو۔" پھر حضرت غوث الاعظم دستگیرؒ نے حضرت شیخ اکبرؒ کے والد کی پشت سے اپنی پشت مبارک لگا کر اپنے تصرف خاص سے اپنی اولاد کو منتقل فرمایا۔ اس طرح ایک سال بعد اسپین (اندلس) کے جنوبی علاقے مرسیہ Murcia میں بروز دوشنبہ Monday بتاریخ ۱۷/ رمضان المبارک ۵۶۰ء مطابق 28/ جولائی 1165ء حضرت شیخ اکبر محی الدین عربیؒ کی ولادت ہوئی اسم گرامی محی الدین ہوا۔ پیدائش کے کچھ دنوں کے بعد آپ کے والد نے آپ کو حضرت غوث الاعظم دستگیرؒ کی خدمت میں لے گئے، حضرت غوث الاعظم دستگیرؒ نے انھیں گود میں لے کر آنکھوں ہی آنکھوں میں اپنے فیضان نظر سے مالا مال فرمادیا۔ بہت کچھ دعائیں دیں اور حضرت کے شاندار اور تابدار مستقبل کے تعلق سے بھی پیشن گوئی فرمائی۔ اس لحاظ سے حضرت شیخ اکبرؒ حضرت غوث الاعظم دستگیر کے فرزند معنوی بھی ہیں۔

آپ کا سلسلہء نسب

شیخ اکبر محمد محی الدین ابن علیؒ بن محمدؒ بن احمدؒ ابی عبداللہؒ الحاتمی الطائی الاندلسی (صحابیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) اس لحاظ سے آپؒ حضورؐ کے صحابیؓ کی اولاد سے ہونے کے سبب اور بھی محترم ہوجاتے ہیں۔
دنیائے اسلام میں آپ، سلطان العارفین، شیخ الاکبر کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں مگر آپ کو اکثر مورخین اور علمائے اسلام نے زیادہ تر ابن عربیؒ کے نام سے یاد کیا ہے اس کے بعد آپ شیخ اکبرؒ کے نام سے زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔

آپ کے شیخ طریقت

قطب الاقطاب امام العارفین شیخ ابو مدین المغربی جو بلاد مغرب کے غوثِ وقت تھے جن کی انقاہ اور مدرسہ طالبان حق اور علماء کا مرکز تھا، سینکڑوں خرق عادات آپ سے صادر ہوئیں۔آپ نے ان سے بیعت کی نیز آپ نے بزمانہ قیام مکہ معظمہ حافظ جمال الدین ابو محمد یونس بن یحیٰ العباس الغفار الھاشمی سے خرقہ قادریہ پہنا۔جو کہ حضرت سیدی غوث الاعظمؒ کے خاص خلفاء سے تھے۔اور پھر بمقام موصل حضرت امام ابوالحسن علی بن عبداللہ بن الجامع سے بھی ۶۰۱ھ میں خرقہ پہنا، جن کو سیدنا خضر علیہ السلام سے صحبت تھی۔اور خاص خضر علیہ السلام سے بھی آپ نے خرقہ پہنا اور عالم واقعہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر توبہ کی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خاص طور پر تربیت فرمائی جس کو آپ نے اپنی کتاب فتوحات کے (۳۶۵) ویں باب میں ذکر فرمایا ہے۔جب کہ آپؒ نے قونیہ سے حلب اور دمشق تشریف لے گئے اور دارالاقامہ برانیہ میں اقامت کی۔ کئی طالبان حق نے آپ سے استفادہ کیا چنانچہ اسی زمانے میں مولانا رومؒ نے بھی آپ سے فیض حاصل کیا۔
مذکورہ شیوخ سے پہلے آپؒ نے تلاش حق میں اپنے سے پانچ سو چالیس پر سات سال پیشتر بزرگ خلیفہء اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خلافت باطنی حاصل کی (جو عالم رویا سے تعلق رکھتا ہے) اور یہ سلسلہ اویسیہ کہلاتا ہے۔جیسا کہ یہ بات مشہور ہے کہ کنزالعرفان حضرت جد امجد پیر غوثی شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے سے آپ خواب میں خلافت باطنی حاصل کی اور استفادہ علم و حکمت کیا یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ اکبرؒ کی یادیں ہر سال برسہابرس سے جلسہ منایا جاتا ہے اور حضرت شیخ اکبرؒ

نے حضرت غوثی شاہ علیہ الرحمہ کو خواب میں ایک لڑکا تولد ہونے کی بشارت دی اور آپؒ نے اس ہستی کا نام "احمد ابن عربی" رکھا اور یہ ہیں میرے والد احمد ابن عربی المعروف بہ مولانا صحوی شاہ علیہ الرحمہ

حضرت شیخ کا علمی تبحّر

امام یافعیؒ اپنی "تاریخ مراۃ الجنان" میں بیان کرتے ہیں کہ آپ کے اشعار نہایت لطیف و غریب ہیں ۔آپ کی بہت سے تصانیف ہیں ۔آپ کی تعریف میں بغداد کے شیوخ میں سے ایک شیخ نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں لکھا ہے اس رسالہ میں شیخ نے دو سو پچاس سے زیادہ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے اور اکثر موضوع تصوف پر ہیں اور کمتر دوسرے علوم میں ہیں، آپ اس رسالہ کے خطبہ میں تحریر فرماتے ہیں ۔" میرا ارادہ ان کتب کی تصنیف میں دوسرے مُصنفوں کی طرح نہیں تھا، میری بعض تصانیف اس طرح وجود میں آئیں کہ مجھے حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا امر وارد ہوا تھا کہ مجھے جلا ڈالے اس لئے میں نے خود کو اس کام میں مشغول رکھا میری بعض دیگر تصنیفات کا سبب یہ تھا کہ خواب یا مکاشفہ میں حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا تھا۔"

امام یافعیؒ کی تاریخ میں مذکور ہے کہ آپ کا شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ سے ملنے کا اتفاق ہوا باہم نظر کی لیکن ایک دوسرے سے کلام نہیں کیا اور اسی وقت ایک دوسرے سے جدا ہوگئے، اس کے بعد کسی نے شیخ اکبرؒ سے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ:۔ هُوَ رَجلٌ مملوءٌ قرنه الی قدمه من السُّنة (وہ ایسے شخص ہیں جو سر سے پا تک سنّتِ نبویؐ کی پیروی سے مملو ہیں) اور جب شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے شیخ اکبرؒ کی نسبت پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا هُوَ بحرُ الحقائق (وہ حقائق کے سمندر ہیں) نفحات الانس میں حضرت جامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اِس فقیر (جامیؒ) نے حضرت خواجہ برہان الدین ابو نصر پارسا قدس سرہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے فصوص (الحکم) جان ہے اور فتوحات مکّیہ دل ہے اور ان کے والد محترم نے اپنی تصنیف "فصل الخطاب" میں جہاں کہیں یہ لکھا ہے" قال بعض الکبر العارفین اس سے شیخ اکبرؒ کی ذات گرامی کی طرف اشارہ ہے ۔شیخ موید الدین جندیؒ اپنی شرح فصوص الحکم میں اپنے شیخ صدر الدین قونوی قدس اللہ سرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے شیخ محی الدین ابن العربیؒ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے "جب میں بحر روم تک پہنچا جس کے ساحل پر مملکت اندلس واقع ہے تو میں نے عزم بالجزم کر لیا کہ میں

سمندر کا سفر اس وقت تک شروع نہیں کروں گا جب تک مَیں ظاہری اور باطنی حالات معلوم نہ کر لوں جو خداوند تعالیٰ نے مجھ پر، میرے لئے اور مجھ سے میری آخری عمر تک مقدر کئے ہیں۔

تب مَیں اللہ سبحانہ کی طرف پورے حضور قلب اور شہود عالم و مراقبہ کامل کے ساتھ متوجہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے میرے تمام ظاہری و باطنی احوال میری آخر عمر تک مجھ پر ظاہر فرمادیئے۔یہاں تک کہ مَیں نے تمھارے والد اسحاق بن محمد کے ساتھ مصاحبت کی (شیخ صدر الدین قونیویؒ کے والد) تمھارے ہم نشینی تمھارے احوال اور تمھارے علوم و ذوق مقامات و تجلیات و مکاشفات اور تمھارے کامل نصیبے کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہے، معلوم کر لیا (مجھ پر ظاہر کر دیا گیا) پھر میں کشتی میں تمام بصیرت و یقین کے ساتھ جو کچھ ہوگا اس کے علم کے ساتھ بغیر کسی نقصان کے سوار ہو گیا۔ حق الیقین اور حق الیقین فتوحاتِ مکیہ میں آپ اپنی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ: ۔

بے شک ہم اللہ پر لیمان لائے اور اُس کے رسول پر لیمان لائے اور جو کچھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اجمال و تفصیل کے ساتھ لائے ہم کو جو کچھ اس کی تفصیل پہنچی اس تفصیل کے ساتھ اور جو کچھ نہیں پہنچی اور ہم کو ثابت نہ ہوئی اس سب پر (ہم لائے) جو کہ حقیقت میں ہے۔اس عقیدے کو مَیں نے لپنے والدین سے بطور تقلید سیکھا تھا اور میرے دل میں اس وقت یہ بات نہ تھی کہ اس میں عقلی اعتبار سے کیا ہے یا اس سلسلہ میں عقلی نظریہ کیا ہے، جواز ہے یا محال ہے یا واجب ہے، مَیں نے اس لپنے لیمان سے عمل کیا، یہاں تک کہ مَیں نے جان لیا کہ مَیں کہاں سے لیمان لایا اور مَیں کس چیز پر لیمان لایا ہوں ۔اللہ تعالیٰ نے میری آنکھ، میرے دل اور خیال سے پردہ اٹھادیا تب مَیں نے اپنی ظاہری آنکھ سے وہ باتیں دیکھیں جو اس کے سوا نہیں دیکھ سکتے، تب یہ امر ظاہر ہو گیا اور وہ حاکم خیالی وہی جو تقلید کے توسط سے تھا موجود ہو گیا، اُس وقت مجھے اُس کی قدر معلوم ہو گئی جس کی مَیں نے اتباع کی تھی یعنی اُس رسولؐ کی جو بھیجا گیا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، مَیں نے تمام انبیاء علیہم السلام کو آدم علیہ السلام سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک دیکھا اور مجھ کو خداوند تعالیٰ نے وہ تمام مومن بھی دکھائے جو اُن انبیاء علیہم السلام پر لیمان لاچکے تھے یہاں تک کہ اُن میں کوئی باقی نہ رہا جو ہو چکا تھا اور جو ہونے والا تھا قیامت تک خواص بھی اور عوام بھی مَیں نے جماعت کے تمام اصحاب کو دیکھ لیا تب مَیں نے ان کی اقدار کو جان لیا اور مَیں اس سب پر مطلع ہو گیا جن میں مجملاً لیمان لا چکا تھا جو کہ عالمِ علوی میں تھا اور مَیں نے اُن سب کا مشاہدہ کیا، مجھ سے اس بات کا علم دور نہ ہوا جس کو مَیں

لمان کے ساتھ دیکھ لیا تھا بس مَیں ہمیشہ وہی کہتا تھا اور کرتا تھا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اور فعل ہے، یہ مَیں اپنے علم و عمل اور شہود سے نہیں کہتا تھا، اُس کے بعد میں نے لمان اور مشاہدے کو لازم و ملزوم کر دیا (وھذا عزیز الوجود فی الاتباع) اور ایسی اتباع بہت عزیز الوجود ہے۔ یہاں بڑے بڑے لوگوں کے قدموں کو لغزش ہو جاتی ہے کہ ان کو اس چیز کا مشاہدہ ہوتا ہے جس پر لمان ہوتا ہے بس وہ اس مشاہدہ پر عمل کرتا ہے نہ کہ لمان پر چونکہ یہ دونوں جمع نہیں ہوتی ہیں پس وہ کمال فوت ہو جاتا ہے جس سے اس کی قدر و منزلت کو پہچانا جائے خواہ وہ اہل کشف ہی سے کیوں نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدر و منزلت کو اس پر ظاہر نہیں فرمایا۔

(وان کان من اہل الکشف فما کشف اللہ عن قدرہ و منزلہ) اس طرح اس کا نفس ناواقف (جاہل) رہ جاتا ہے اور وہ صرف مشاہدہ پر عمل کرتا ہے مگر کامل وہ ہے جو ذوق العباد کے ساتھ لمان پر عمل کرتا ہے (لمان کے مشاہدہ کے ساتھ لمان پر عمل کرتا ہے) اس صورت میں یہ عیاں نہ اس پر کچھ اثر کرتے ہیں اور نہ اس میں عیان سے کچھ منتقل ہوتا ہے۔ میں نے اس مقام میں کسی ایسے شخص کو نہیں پایا جو حال سے پاتا ہوا اگرچہ میں جانتا ہوں کہ جہاں میں اس کے ایسے مرد بھی ہیں (جو حال سے ذائقہ پانے والے ہیں) لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے رجال سے میری ملاقات نہیں کرائی کہ میں علی الاعلان ان کو ان کے جسموں اور ناموں کے ساتھ دیکھوں ہو سکتا ہے کہ اس کے بغیر میں نے ان رجالوں کو دیکھا ہو اور ان کے اجسام (اشکال) اور نام مجھے یاد نہ رہے ہوں اور اس کا سبب یہ ہے کہ مَیں نے خود کو کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اِس مدعا کے ساتھ معلق نہیں کیا کہ مجھ کو جمیع موجودات اور حادثات پر مطلع کر دے (حق تعالیٰ سے اس بات کی خواستگاری نہیں کی) بلکہ میرا دل تو اِس بات پر خدا کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

(وانما علقت نفسی مع اللہ)

کہ وہ مجھے ایسے کام میں لگا دے جس میں اُس کی رضا اور خوشنودی ہو وہ مجھے ایسے کام میں نہ لگائے جس میں اُس کی ذات سے دوری ہو، اور یہ کہ مجھے ایسے مقام سے مخصوص نہ کر دے کہ کوئی تابع فرماں اس سے اعلیٰ درجہ پر نہ ہو، مجھے یقین ہے کہ اگر میرے ساتھ اس حال میں تمام جہاں شریک بھی ہو جائے تب بھی مَیں اس سے ہرگز متاثر نہ ہوں گا (اس اشتراک کا مجھ پر اثر نہ ہوگا) کیوں کہ مَیں صرف ایک بندہ ہوں میں خداوند تعالیٰ کے تمام بندوں پر تفوق نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ جذبہ

شوق پیدا فرمایا ہے کہ "میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تمام جہاں مراتب اعلیٰ میں ایک قدم پر ہوں۔

(ان یکون العالم کلہ علی قدم واحدۃ فی اعلی المراتب)

پس اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ایسے خاتمہ امر سے مختصر فرمایا کہ جس کا میرے دل میں خیال تک نہ تھا (میرے دل میں اس کا خیال بھی نہ گزرا تھا اس پر میں نے خدا کا شکر ادا کیا جس کے شکر سے عاجز تھا باوجودیکہ توفیق شکر مجھے میسر تھی (یعنی میں نہ عجز کے ساتھ شکر خداوندی ادا کیا) یہ جو کچھ میں نے اپنے حال کا ذکر کیا ہے یہ ذکر کسی فخر و مباہات کے لئے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بموجب ہے واما بنعمتہ ربک فحدث (اپنے رب کی نعمت کا اظہار کیجئے) میں نے اس حکم کی تعمیل میں بطور تحدیث نعمت اپنا یہ حال بیان کیا ہے اور میرے لئے اس نعمت سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہوگی دوسرا مقصود یہ ہے کہ کوئی صاحب ہمت اس حال کو سنے تو اس میں بھی یہ ہمت پیدا ہو کہ جو کچھ کام میں نے کئے ہیں وہ بھی ایسے کام کرے اور میری طرح نعمتوں سے بہرہ ور ہو اور میرے ساتھ میرے مقام پر پہنچے (مثل ھذا فلیکون سعی وفی درجتی) اور تنگی و اضطراب (ضضرج) تو صرف محسوسات ہی میں ہوا کرتا ہے۔ (ولاخیق وضحرلافی المحسوس)۔" شیخ اکبر قدس سرہ کا قول ختم ہوا۔

حضرت شیخ صدر الدین قدس سرہ کتاب "فکوک" میں فرماتے ہیں:

"ہمارے شیخ (شیخ محی الدین ابن العربیؒ) کی ایک خاص نظر تھی وہ جب چاہتے کہ کسی کے حال سے واقف ہوجائیں تو اس کی طرف دیکھ کر اس کے دنیاوی و اخروی حالات کی خبر دے دیا کرتے تھے۔

فتوحات مکیہ کے باب چہل و چہارم میں شیخ ابن العربی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"ایک بار مجھے مجھ سے لے لیا گیا (میں خود نہ رہا) ایک مدت مجھ پر اس طرح گزری کہ نماز جماعت سے تو پڑھتا تھا اور میں خود امام ہوتا تھا۔ نماز کے تمام افعال جس طرح چاہئے بجالاتا تھا لیکن مجھے اس کی خبر نہیں ہوتی تھی، محسوسات کی بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔ یہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ ہے جو لوگوں نے مجھ سے میرے ہوش میں آجانے کے بعد بیان کیا تھا کیوں کہ مجھے تو خود معلوم ہی نہ تھا کہ میں کیا کیا کر رہا ہوں میری حرکات سوتے ہوئے شخص کی حرکات کی طرح تھیں لیکن مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے وقت کو محفوظ رکھا اور میرے ساتھ وہ معاملہ کیا جو شبلیؒ کے ساتھ کیا تھا کہ ان نماز کے اوقات میں واپس کر دیا جاتا تھا۔ لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان کو اس بات کا شعور تھا یا نہیں جب لوگوں نے حضرت جنیدؒ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس پر گناہ کی زبان کو جاری نہیں فرمایا گناہ کی کوئی بات زبان سے نہیں نکلی)* (ماخذ نفحات الانس)

مقام محمدیؐ اور حضرت شیخ اکبرؒ

فتوحات مکیہ میں حضرت شیخ اکبرؒ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنی عقیدت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

لَیْسَ کمثلہ شیٔ وھُوَالسّمیعُ البصیر ہ

اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے۔

"درود سلام ہو اُس ذات پر جو عالم کا راز اور اُس کی تخلیق کا نقطہ ہے۔"

جو غایت و مقصود کائنات اور سیّد و صادق ہے۔"

"وہ ذات اقدس جن کے لئے ساتوں راستے کھُل جاتے ہیں اور ذات خداوندی انھیں رات کی سیر کراتی ہے تاکہ انھیں اس کی تخلیق کی آیات و اسرار معلوم ہو جائیں۔

میرا یہ مشاہدہ بارگاہ خداوندی میں اور اُس کے غیب کی حضوری میں مکاشفہ قلبی تھا جب مَیں نے اس عالم میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ کیا تو آپ معصوم المقاصد، محفوظ المشاہد، نصرت دیئے گئے اور تائید کئے گئے سردار تھے، اور آپ کے سامنے تمام انبیاءؑ اور چُنے ہوئے لوگ موجود تھے۔"

آپ کی خیر الامم اُمت آپ کی طرف متوجہ تھی اور ملائکہ تسخیر آپؐ کے عرشِ مقام کے اِرد گرد حلقہ بنائے کھڑے تھے، اور وہ ملائکہ جو نیک اعمال سے پیدا ہوتے ہیں آپؐ کے سامنے اخلاص کے ساتھ گردن جھکائے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے تھے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ آپؐ کے دائیں ہاتھ کی جانب اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپؐ کے بائیں ہاتھ کھڑے تھے اور ختم (حضرت امام مہدیؑ) آپ کے سامنے حدیثِ انثیٰ سُنانے کے لئے دوزانو بیٹھے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہ اپنی زبان سے حضرت مہدیؑ کی ترجمانی کر رہے تھے، اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنی حیاء کی چادر زیب بدن کئے آپؐ کی شان کی طرف متوجہ تھے۔"

اب کشف اجلیٰ کے نور، چشمہ اعلیٰ کے مورد سردار اعلیٰ نے ختم یعنی حضرت امام مہدیؑ کے پیچھے میری طرف توجہ فرمائی کیوں کہ میرا ختم (حضرت مہدیؑ) کے حکم میں اشتراک تھا۔"

پس اسے سردار ﷺ نے کہا! یہ تیرا عدیل تیرا خلیل ہے میرے سامنے اُس کا منبر نصب کر، پھر میری طرف اشارا کیا اے محمد ابن العربیؒ اِس پر کھڑا ہوجا جو مَیں نے بھیجا ہے اور جو مجھ پر ہے۔
بے شک تجھ میں مجھ سے شعور ہے مجھ سے اس کے لئے صبر نہیں ہو یہی تیری ذات میں سلطان ہے، پس اپنی کلیات کے سوا میری طرف رجوع نہ کر، اور رجوع سے اس کی طرف لازماً لقاء ہے تو بے شک یہ عالم شقاء سے نہیں، پس میرے لئے انھیں کے بعد بلندی کے علاوہ کوئی چیز نہ تھی، مَیں ملاء اعلیٰ میں حمد اور شکر کرتا تھا۔"
چنانچہ ختم (امام مہدیؑ) نے اس عظیم مشہد میں منبر نصب کر دیا جس کی ایک طرف لکھا ہوا تھا یہی پاکیزہ مقام محمدیؐ ہے جو اس پر چڑھ گیا وہ اس کا وارث ہو گیا۔
اللہ تعالیٰ نے اسے حرمت شریعت کے لئے بھیجا اور کھڑا کیا ہے اور اسے اسی وقت حکم کے انعامات عطا کر دیئے ہیں گویا مجھے اب جوامع الکلم عطا ہو گئے تھے، مَیں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور اُس منبر پر چڑھ گیا اور مجھے حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھہرنے اور استوا فرمانے کا مقام حاصل ہو گیا۔
اور مَیں جس درجہ میں تھا وہاں مجھے سفید قمیص کی آستین بچھادی گئی جس پر مَیں نے وقوف کیا تاکہ مَیں حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام و اکرام کی بنا پر اس جگہ کو استعمال نہ کر سکوں جسے آپ استعمال فرماتے تھے اور یہ امر مجھے اس معاملہ میں خبردار کرنے کے لئے تھا۔
اِس کا مطلب یہ تھا کہ جس مقام پر حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا مشاہدہ کیا ہے وہاں آپؐ کے وارث چادر کے پس پردہ رہ کر ہی اُسے دیکھ سکتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم بھی وہ چیز دیکھ لیتے جو آپؐ نے دیکھی تھی اور آپؐ ہی کی طرح معرفت حاصل کرتے۔
کیا تو نہیں دیکھتا جو آپؐ کی اتباع کرتا ہے وہ اس کی خبر پالیتا ہے لیکن آپؐ کے طریق پر چل کر اللہ تبارک و تعالیٰ کا اس طرح مشاہدہ نہیں کر سکتا جس طرح آپؐ نے کیا تھا۔
اور تو نہیں جان سکتا کہ آپؐ سلب اوصاف سے کس طرح خبر حاصل کرتے تھے مثال کے طور پر وہ مٹی پر چلے اور خدا کا مشاہدہ کیا مگر تو صرف ان کے نقش قدم دیکھ سکے گا اس کے سوا کچھ نہیں یہاں ایک پوشیدہ بھید ہے ہاں! تو اگر اسے تلاش کرے تو اس کو معلوم کر سکتا ہے، اس لئے کہ وہ امام ہے، جب کہ اسے بھی امام حاصل ہے جو نہ تو کسی اثر کا مشاہدہ کرتا ہے اور نہ اسے پہچانتا ہے اور اس پر ایسی

چیز مکشوف ہو گی جسے وہ کشیف نہیں کرتا۔"

اور یہ مقام موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے انکار سے ظاہر ہوا جب میں نے اس بلند مقام پر وقوف کیا تو میرے سامنے وہ تمام نقشہ موجود تھا جو شبِ اسریٰ میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قاب قوسین اوادنی میں دیکھا تھا۔"

چنانچہ میں شرمندہ ہو کر اور منہ ڈھانپ کر اٹھ کھڑا ہوا پھر مجھے رُوح القدس کی تائید حاصل ہوئی تو میں نے فی البدیہ یہ شعر پڑھے ؎

یا مُنَزِّلُ الآیاتِ والاَنباءِ　　اَنزِلْ عَلَیَّ مَعالِمِ الاسماء
حتیٰ اَکونُ الجہ ذاتکَ جامعاً　　لَمحامِدُ السّراءِ والضراء

اے نشانات اور خبروں کے نازل کرنے والے خدا۔ مجھ پر اپنے اسمائے حُسنیٰ کے علوم نازل فرما۔ تاکہ میں تیری ذات پاک کی تعریف اُن خوبیوں کے ساتھ کروں جو خوشی اور مصیبت دونوں حالتوں کے حمد وثنا پر مشتمل ہو۔

پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا!

وَیکُونَ ھذا السّیدالِعلمُ الذّیَ　　جرد تہ مِن دَورۃُ الُخلَفاء
وَجَعلتہُ الاصل الکریم و آدمٌ　　مابینَ طینۃ خلقہُ والماء
ونقلتہ حتیٰ اِستدار زمانہ　　وعطفِت آخرہُ علیَ الابداء
حتیٰ اتاہ مُبشرا مِنْ عِند کمُ　　جبریلُ المخصوصُ بالانباء
قال السّلامُ علیکَ اَنتَ محمدٌ　　سِرُّ العِبادُ و خاتمُ النباء
یا سّیدی حَقااقول فقَال لِی　　صَدقا لظقت فَانتَ ظِلّ ردائی
فاحمدُ وزدنی حَمدِ رَبّکَ جَاھِدا　　فَلقد وَھبتَ حقائق الاشیاء
وانثر لنا مِن شان ربکَ ما انجلی　　لَفؤاد کَ المحفوظ فی الظلماء
مِنْ کُلِ حَق قائم بِحقیقۃِ　　یا تیکَ مَملوُ کا بغیر شراء

یہ علم کے وہ سردار ہیں جنھیں دورہ خلفاء سے تجرد حاصل ہے، جب آدم علیہ السلام مٹی اور

پانی کے درمیان تھے انھیں اصل کریم سے بنایا گیا تھا۔" آپؐ کو کائنات کا مبداء بنا دیا تھا۔
آپؐ ہمیشہ ادوار زمانہ میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آخری زمانہ پر عطف ہوئے۔"
آپؐ نے خشوع و خضوع عبدیت کے ساتھ ایک عرصہ تک غار حراء میں قیام فرمایا۔"
یہاں تک کہ تمھارے پاس سے جبریل علیہ السلام مخصوص خبروں کے ساتھ ان کے پاس بشارت لے کر آئیں۔"
میں (ابن عربی) نے کہا! آپ پر سلام ہو آپ محمد صلعم انتہائی تعریف کئے گئے۔ سر العباد اور خاتم النبین ہیں۔"
اے میرے سردار! کیا میں نے حق کہا؟ آپ صلعم نے فرمایا! تو نے (اے ابن عربی) سچ کہا ہے پس تو میری رِداء (چادر) کے سائے میں ہے۔"
پس حمد (اپنے خدا کی) بیان کر اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے میں زیادہ کوشش کرے گا تو تجھے حقائق الاشیاء عطا کئے جائیں گے۔"
اپنے رب کی طرف سے تجھ پر جو ظاہر ہو نہ ہے اُسے ہمارے لئے بکھیرے گا تو تیرا دل اندھیروں سے محفوظ ہو جائے گا۔"
ہر حق سے بیان کر جو حقیقت سے قائم ہے تیرے پاس بغیر خریدئے کے غلام آئیں گے۔"
پھر میں نے لسان علام سے آغاز کلام کیا اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا!
میں اُس اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس نے آپؐ پر وہ کتاب مکنون نازل فرمائی جسے غیر طاہر اور ناپاک ہاتھ نہیں لگا سکتے۔"
پھر آپؓ نے یہ شعر پڑھا۔

یامَنْ یرانیِ مُجرماً وَلا یَراہُ اَحَد
کَمْ ذا ارادہ مُنعِماً ولا یُرانیِ لانِدا

یعنی اے وہ ذات کہ مجھ گنہگار کو دیکھتی ہے اور اُس کو کوئی نہیں دیکھتا یہ کب ہو گا کہ میں اس منعم کو دیکھوں گا اور وہ مجھ کو پناہ مانگنے والا نہ دیکھے گا۔ (سوائے اُس کے مجھے)

○

محمدؐ رحمتُ للعالمین ہے — محمدؐ بادشاہِ مُرسلیں ہے
محمدؐ خاتم کُل انبیاء ہے — محمدؐ نورِ ربُّ العالمیں ہے
محمدؐ جان ہے ، جانِ دو عالم — محمدؐ باعثِ دنیا و دیں ہے
محمدؐ پر فِدا سو جانِ غوثی — یہ اِس کا جانِ جاں لمان و دیں ہے

(ماخذ طیباتِ غوثی)

سیر الی اللہ

حضرت شیخ اکبرؒ عنفوان شباب میں گھوڑے پر سوار (کہیں) چلے جارہے تھے اور اس طرف سے حضرت شیخ صدر الدینؒ (اپنے زمانے کے مشہور بزرگ) چلے آتے تھے جب انھوں نے آپ کو پہلی بار دیکھا تو کچھ پریشان ہوگئے پھر شیخ اکبرؒ نے باگ روک لی۔ شیخ صدر الدینؒ نے آپ سے پوچھا کہ مِن این اِلی این وما الحاصل فی البین یعنی کہاں سے آرہے ہو؟ اور کہاں جاؤ گے؟ اور درمیان میں کیا حاصل ہے؟"

حضرت شیخ اکبرؒ نے فی البدیہ یہ کہا کہ "مِن العلم الی العین لتحصیل الطرفین "عِلم سے آتا ہوں! اور عَین تک جاتا ہوں!! تاکہ دونوں طرف حاصل ہو!!!

آپ کی تعلیمات کا خلاصہ (ارشادات عالیہ)

○ یہ بات دُرست نہیں ہے کہ خلق اور حق ہر دو کسی وجہ سے از روئے ذات جمع ہو سکیں۔

○ اللہ تعالیٰ بذاتہٖ لذاتہٖ موجود مطلق اور غیر مقید وجود ہے۔

○ عالم نہ بنفسہٖ ہے نہ لنفسہٖ ہے بلکہ وہ حق تعالیٰ کے ساتھ ذاتیہ مقید الوجود ہے۔ پس عالم کا وجود بجز وجود حق ہرگز درست نہیں۔

○ (حق تعالیٰ نے) ہم کو اس صورت پر پیدا کیا جو کہ اُس کے علم میں ہمارے ساتھ ثابت تھی اور ہم اپنی ذات میں معدودم تھے۔

○ بندہ باوجود ترقی کرنے کے (جو خدا ہی کی طرف سے ہے) پھر بھی بندہ ہے۔

اَلعَبدُ عَبدٌ واِن ترقّی　　　والرّبّ ربٌّ واِن تنزّل

○ نفی مرتبہ امکان صحیح نہیں بعض اسکو ثابت نہیں کرتے مگر محقق ثابت کرتا ہے۔ مرتبہ خلق کو اور پہچانتا ہے مقام امکان کو۔

○ وہ اشیاء کا عین ہے باعتبار ظہور، باعتبار ذات عین نہیں وہ وہی ہے اور اشیاء اشیاء۔

حضرت شیخ اکبرؒ اور ابن رشد

جب حضرت شیخ اکبر20 بیس سال کی عمر کو پہونچے تو یہ زمانہ آپ کا تلاش حق میں تحصیل عِلم کا تھا۔ چنانچہ جب وہ اندلس (اسپین)Spain کے مختلف شہروں کے علمی مراکز میں گھومتے رہے۔ جب آپ قرطبہ میں ٹھیرے ہوئے تھے ایک مرتبہ انھیں اسپین کے مشہور فلسفی ابن رشد سے ملنے کا بھی اتفاق ہوا۔ چنانچہ حضرت اکبرؒ انہی ملاقات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ:

مَیں شہر قرطبہ QURTUBA کے ایک خوشگوار دن میں عبدالولید ابن رشد سے ملنے کے لے گیا۔ چوں کہ خود ابن رشد نے شخصی طور پر مجھ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی، اس لئے کہ وہ میری علمی روحانیت کا شہرہ سن چکا تھا، جو خدا نے مجھے عنایت فرمایا تھا بہرحال مَیں اپنے والد کے حکم پر جو ابن رشد کے قریبی دوستوں میں سے تھے ابن رشد سے ملنے کے لئے گیا۔

اُس وقت مَیں نے ابھی جوانی کی منزلوں پر قدم رکھا تھا جب کے میری میں بھی نہ بھیگی تھیں۔

جب مَیں (اُس کے گھر) میں داخل ہوا تو فلسفی ابن رشد اپنی جگہ سے اٹھا اور ـــــ دوستی کے آثار ظاہر کر کے مجھ سے بغلگیر ہو گیا۔ اور کہا نعم (ہاں) یعنی Yes)

(پھر اُس کے) کے جواب میں ـــ مَیں نے بھی ہاں (نعم) کہا۔

(میرے) اس طرح کہنے پر اُس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی یہ سمجھکر کہ مَیں نے ابن رشد کو سمجھ چکا ہوں۔ لیکن مَیں جلد ہی سمجھ گیا کہ ابن رشد کی مسرت کی وجہ کیا ہو سکتی ہے اور مَیں نے فوراً اس لفظ کا اضافہ "لا" نہیں سے کیا (یعنی No) اِس پر ابن رشد نے ایک جھری جھری لی اور اُس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر اُس نے مجھ سے سوال کیا۔

"تم نے خدا کی طرف سے الہام Inspiration اور تجلیات سے کیا حل نکالا۔"

میں نے اس کا یہ جواب دیا "ہاں اور نہیں۔"

یعنی Yes اور No ۔۔۔۔۔ " ہاں اور نہیں" کے درمیان سے روحیں Souls اس وقت تک چھٹکارا نہیں پاسکتیں جب تک کہ اُن کا سرتن سے جدا نہ ہو۔اس پر ابن رشد زرد پڑ گیا اور میں نے اُسے لڑکھڑاتا ہوا دیکھا۔

پھر میں نے ابن رشد سے مزاقاً وہ جملے کو دہرایا اور وہ سمجھ چکا تھا کہ میرا اشارہ کن باتوں کی طرف تھا۔یعنی حضرت شیخ کا مقصد نفی و اثبات سے تھا۔

آپ کا کشف اور الہام

حضرت شیخ اکبرؒ خود لکھتے ہیں کہ آپؒ نے انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام سے ملاقات کی اور اُن سے استفادہ بھی کیا۔اور آپ نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے قرآن پڑھا، آپ لکھتے ہیں کہ جس وقت میں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے قرآن پڑھتا تھا قرآن میں جہاں کہیں حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اسم مبارک آتا آپ کو یعنیٰ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو رقت طاری ہوتی جس کی وجہ سے مجھے بھی رقت محسوس ہوتی" اس طرح حضرت شیخ اکبرؒ نے بے شمار انبیاء علیہم السلام سے استفادہ کیا اور اس تعلق سے اپنی مشہور تصنیف جو حضور اقدس صلعم کے حکم و اشارہ پر لکھی ہے یعنیٰ فصوص الحکم میں اس کا اظہار کیا ہے۔

حضرت سیدنا غوث الاعظم پیران پیرؒ نے فرمایا کہ "الکرامۃُ حیضُ الرجال یعنیٰ اولیا کی کرامت حیض ہے۔" بھلا یہ سُن کر کون اپنی بڑائی یا کرامات جتائے گا۔ہاں جو حالات جو واقعات معجزانہ طور پر بزرگان دین سے ظاہر ہوتے ہیں وہ اولیاء اللہ کے تصرفات کہلاتے ہیں۔(تفصیل کے لئے دیکھے ہماری کتاب "میزان الطریقت)

آپ کی کرامت

ایک وقت بادشاہ نے لوگوں کے بہکاوے میں آکر حضرت شیخ اکبرؒ کو طلب کیا اور کہا کہ میں تمھیں سولی پر چڑھا دونگا تمھیں قتل کر دونگا یہ سُن کر حضرت شیخ اکبرؒ نے فرمایا کہ یہ سر سولی پر نہیں چڑھایا جاسکتا اور نہ کاٹا جاسکتا۔یہ سر، سرِ منصور علیہ الرحمہ نہیں۔آپ نے بادشاہ سے کہا اگر تم میری

گردن اڑادوگے تو سارے شہر میں لوگوں کی گردنیں کٹ جائیں گی۔آپ نے مزید فرمایا کہ امتحاناً میرے ہاتھ کی انگلی کاایک ناخن کاٹ کر تو دیکھو جب ایک ناخن کاٹا گیاتو شہر کے تمام لوگوں کے ناخن کٹے ہوئے پائے گے۔یہ دیکھ کر بادشاہ گھبرا گیااور اپنے فاسد ارادہ سے باز آیا۔

ولی تھے آپ اُس دم جب کہ آدمؑ آب و گل میں تھے
ہے نورِ خاصِ احمدؐ نورِ والا شیخ اکبرؒ کا

آپ کی ایک اور کرامت

حضرت شیخ اکبرؒ کی بے شمار کرامتیں ہیں ان میں سے ایک کرامت جو ایک منکر معجزہ کو مومن بنانے سے تعلق رکھتی ہے۔فتوحات مکیہ میں میں خود آپ فرماتے ہیں کہ:۔

۔۔۔۔۔ہماری مجلس میں ایک عالم آیا جو فلاسفہ کے مسلک کا پیرو تھا اور نبوت کا اثبات جس طرح مسلمان کرتے ہیں وہ نہیں کرتا تھا خوارق عادات اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا منکر تھا اتفاقاً وہ جاڑے کا موسم تھا اور ہماری مجلس میں انگھیٹی جل رہی تھی آگ کو دیکھ کر اس فلسفی نے کہا کہ عوام کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا تھا لیکن وہ جلنے سے محفوظ رہے۔ "لیکن یہ ایک امر محال ہے کیوں کہ آگ کا کام بالطبع جلانا ہے یعنی ان چیزوں کو جلادے جن میں جلنے کی صلاحیت موجود ہو پھر بطور تاویل کہنے لگا کہ قرآن پاک میں جو آگ مذکور ہے اس سے مراد نمرود کی آتش غضب ہے اور ابراہیم کو آگ میں ڈلنے سے وہی غضب کی آگ مراد ہے جو نمرود نے اُن پر غضب و غصہ کیا اور اُن کے نہ جلنے سے مقصود یہ ہے کہ اس غضب کا اُن پر کچھ اثر نہ ہوا کیوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دلیل و حجت سے اس پر غالب آگئے تھے۔" جب فلسفی یہ تقریر کر کے خاموش ہوا تو مجلس کے بعض حاضرین نے خیال کیا میں (شیخ) اس سے ضرور کچھ کہوں گا چنانچہ یہ سن کر میں نے اُس فلسفی سے کہا کہ تم اس قرآنی قصہ کا انکار کرتے ہو میں تم کو دکھاتا ہوں اور اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ معجزہ کا انکار ختم کرادیا جائے نہ کہ میں اپنی کرامت دکھاؤں۔اس نے کہا کہ اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا یہ سن کر میں نے کہا کہ اِس انگھیٹی میں وہی آگ ہے جس کے بارے میں تم کہہ رہے ہو کہ یہ بالطبع جلانے والی ہے؟ اس نے کہا ہاں یہ وہی آگ ہے پس میں نے اس انگھیٹی کو اٹھا کر اس کے دامن میں الٹ دیا اور ایک عرصے تک اسی طرح اس کے دامن میں رہنے دی اور اس کے دامن میں اس کو اپنے ہاتھ سے

الٹ پلٹ کرتا رہا اس کے کپڑے پر اس آگ کا بالکل اثر نہیں ہوا میں نے منکر سے کہا کہ اپنا ہاتھ اس میں ڈالو جب وہ اپنا ہاتھ اس آگ کے قریب لے گیا تو اس کا ہاتھ جلنے لگا تب میں نے اس سے کہا کہ اب تو یہ بات ظاہر ہو گئی کہ آگ کا جلانا یا نہ جلانا خداوند تعالیٰ کے حکم میں ہے نہ کہ اس کی طبیعت کا خاصہ ہے منکر نے اس بات کا اقرار کیا اور ایمان لے آیا۔"

آپ کی سخاوت {Generosity}

حضرت شیخ اکبرؒ (نسبی اعتبار سے) جو حاتم طائی کی اولاد سے ہیں اپنی سخاوت بھی ورثہ میں لائے تھے۔ایک دن کسی مالدار عقیدت مند نے آپ کو ایک شاندار مکان "نذر" دے دیا۔آپ اس مکان کو اپنے کسی مریدین کے ساتھ ملاحظہ فرما رہے تھے کہ باہر سائل نے آواز دی۔"اللہ کے نام پر کچھ دے دو" حضرت شیخ اکبرؒ جو سخی ابن سخی ہیں بھلا خاموش کہاں بیٹھتے فوری باہر آئے اور اس شاندار مکان کو اس سائل کے حوالے کر دیا۔"لو اللہ کے نام پر"ایسے بے شمار واقعات آپ کی فیاضی سے متعلق مشہور ہیں)

حضرت شیخ اکبرؒ کے مداحوں کے نام

یوں تو عالم اسلام میں آپ کے ہزاروں علماء وآئمہ مداحوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔یہاں صرف چند مشہور آئمہ و اولیاء کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ مجد الدین فیروز آبادیؒ صاحب قاموس، شیخ سراج الدین مخزومیؒ شیخ الاسلام شام، کمال الدین رمکانی شیخ قطب الدین حمویؒ، شیخ صلاح الدین صفدیؒ، حضرت حافظ ابو عبداللہ ذھبیؒ صاحب اسماء الرجال، شیخ قطب الدین شیرازی، شیخ موید الدین جخدی، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ شیخ کمال الدین کاشی، امام فخرالدین رازیؒ، امام یافعیؒ محمد مغربی، شاذلی شیخ علامہ جلال الدین سیوطیؒ، شیخ سراج الدین مخزومی، شیخ عزالدین بن عبدالسلام، حافظ عماد ابن کثیر، محقق ابن کمال پاشاہ، شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ، صدرالدین قونویؒ اور حضرت سید محمد بندہ نواز گیسو درازؒ وغیرہ حضرت شیخ اکبرؒ کے مداحوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا اکابر، علماء۔و مشائخ نے حضرت محی الدین ابن عربیؒ کی مختلف اعتبارات سے حسب ذیل الفاظ میں مدح فرمائی ہے۔

کوئی شخص کبھی علم شریعت و حقیقت میں اس درجہ کو نہیں پہونچا جس درجہ کو حضرت شیخ اکبر پہونچے ، ہمیشہ سے لوگ شیخ کے ساتھ عقیدت رکھنے پر اور ان کے تالیفات کو آب زر سے لکھنے پر غایت درجے متوجہ رہے ۔ ان کی حیات میں بھی اور بعد وفات بھی ، شیخ اکبرؒ شیخ طریقت تھے ۔ حالاً بھی علماً بھی ، امام اہل تحقیق تھے ، حقیقتاً بھی اور ظاہراً بھی علوم عارفین کے احیا کرنے والے تھے ۔ معناً بھی اور لفظاً بھی ، حضرت شیخ پر صرف بعض ایسے لقماء خشک نے اعتراض کیا ہے جو کو محقیق کے مشرب سے کچھ واقفیت نہ تھی ، باقی جمہور علماء اور صوفیہ نے تو اس کا اقرار کیا ہے کہ وہ محقق اور توحید کے امام ہیں اور علوم ظاہری میں یکتا و یگانہ ۔

○ حضرت امام نوویؒ سے لوگوں نے پوچھا کہ شیخ اکبرؒ کیسے تھے " فرمایا کہ :

" کسی عقلمند کو اولیاء اللہ سے بدگمانی نہیں چاہئے ۔ "

حضرت امام سبکیؒ نے کہا ، حضرت شیخ اکبرؒ آیتہ من آیات اللہ تھے اور اس زمانہ میں علم کی کنجی انہی کے ہاتھ میں تھی ۔ آپ [illegible] ارشادات علمیہ کا اعتراف

حضرت خواجہ باقی باللہ ، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ کو ہی نہیں بلکہ [illegible] علوم کے ممتاز سائنس داں ، مفکرین اور مستشرقین بھی حضرت ممدوح کی تصانیف سے آج تک استفادہ کرتے جا رہے

○ حضرت شیخ مخزومیؒ نے ایک کتاب لکھی جس میں حضرت شیخ اکبرؒ کے اسرار کو ظاہر کیا ہے ۔ اور اس کا نام کشف الغطار رکھا ۔

○ عرب و عجم کہ مستند عالم حضرت جلال الدین سیوطیؒ جن کی کئی تصانیف اور تفسیر جلالین بھی آپ کی مشہور ہے حضرت شیخ اکبرؒ کی شان اور توصیف میں بہت کچھ لکھا اور حضرت شیخ اکبرؒ کے خلاف لکھی گئی ایک کتاب کا جواب تنبیہ الغبی بتریہ ابن العربی رضی اللہ عنہ کتاب کی صورت میں دیا ۔

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ المعروف مولانا رومؒ نے آپ کے فراق میں درد بھرے اشعار لکھے ہیں ۔

مشہور بزرگ شیخ الدین خونجی صاحب قاموس حضرت شیخ اکبرؒ کی خدمت میں ایسا رہتے جیسے کوئی غلام رہتا ہے ۔

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے مکتوبات جلد سوم کے مکتوب ۹۷ کے حصہ آخر میں حضرت شیخ اکبرؒ سے متعلق لکھتے ہیں ۔ یہ وہ ہیں کے کلام معرفت و عرفان کی بنیاد ڈالی ہم

پسماندوں نے بھی ان ہی بزرگوں کے برکات سے استفادہ کیا ہے۔

ابتداء میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ رحمتہ نے آپ کی تصنیفات سے اختلاف کیا لیکن بعد میں آپ بھی حضرت شیخ اکبرؒ کے معتقد بلکہ بڑے مداح بن گئے۔

اس طرح کئی بزرگان دین نے بھی آپ کی توصیف بیان کی ہے۔

انگریز مورخوں میں حضرت شیخ اکبر کے متعلق لکھنے والوں میں:

ایچ کاربن H. CARBIN ایم ہارٹن M. HORTIN اے جیفری A. JEFFERY اے لنگس A. LINGS اور آر۔اے نکلسن R.A. Nicholson وغیرہ قابل ذکر ہیں

آپ کی تصنیفات

حضرت مجدوالدین فیروزی آبادیؒ صاحب قاموس نے ایک جگہ اپنی تصنیف میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ اکبرؒ نے چار سو سے اوپر کتابیں لکھی ہیں ان میں بعض ایسی کتابیں ہیں مثلاً "فتوحات مکیہ" جو مصر و یروشلم میں متعدد بار طبع ہو چکی ہے چار جلدوں میں یہ کتاب ہے ابتداء کی دو جلدیں سات سات سو صفحات پر مشتمل ہیں گویا چار سو سے اوپر کتابوں میں سے صرف یہی ایک کتاب تین ساڑھے تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔اسی سے ان کی دوسری کتابوں کا اندازہ کیجئے۔صاحب قابو علیہ الرحمہ نے حضرت شیخ اکبرؒ کی ایک تفسیر کا بھی ذکر ان الفاظ میں کیا ہے جن میں ان کی تفسیر کبیر بھی ہے جو سورہ کہف کی آیت "علمہ من لدنا علما" تک پہنچ کر رہ گئی کہ شیخ کی وفات ہو گئی اسی وجہ سے پوری نہ کر سکے یہ ایک ایسی تفسیر ہے جس کا ہر حصہ اور اس کی ہر جلد ایک ایسے دریا کی شکل رکھتی ہے جس کا کنارہ نہ ہو۔(ص ۷)

اور اس تفسیر کا نام غالباً جیسا کہ کتاب "الموافق" میں اطبع و التفصیل فی اسرار التنزیل" ہے اور اس کتاب کی ۶۶۰ چھ سو ساٹھ جلدیں ہیں (الموافف ص ۲۲۲) آپ کی تصنیفات جو اسلامی ممالک میں بار بار اچھی اور پڑھی جاتی ہیں بلکہ بعض تصنیفات کا ترجمہ انگریزی، فارسی اور جرمنی زبانوں میں بھی ہو چکا ہے اور اب بھی یہ کام ہو رہا ہے۔

آج بھی آپ کی شہرت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سعودی عرب میں جدہ کی ایک

الثانی کو سالانہ فاتحہ وعرس کا اہتمام حضرت شیخ اکبرؒ کے عرس کے ساتھ ملا کر کیا جاتا رہا اور ساتھ ساتھ قطب دکن حضرت سید سلطان محمود اللہ شاہ صاحب قبلہؒ جو کہ حضرت سیدی مچھلی والے شاہ قبلہؒ صاحب کے مرشد ہونا ان کا بھی عرس ملا کر کیا جاتا رہا بحمد اللہ حضرت غوثی شاہ صاحب قبلہؒ کے بعد سیدی والدی حضرت صحوی شاہ صاحب قبلہؒ نے عرس شیخ اکبرؒ کو قائم رکھا اور اس موقعہ پر مختلف عنوانات پر مواعظ ہوا کرتے اور بحمد اللہ فقیر غوثوی شاہ بھی والد اور اپنے دادا کی سنت کی اتباع میں حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہہ کی یادیں ہر سال جلسہ منعقد کرتا ہے۔ اور انشاء اللہ یہ سلسلہ ہمارے بعد کے جانشینوں میں قائم رہے گا اور تاقیامت رہے گا۔

آپ کا وصال

○ آپ کا وصال بتاریخ :۔ ۲۸/ ربیع الاخر ۶۳۸ مطابق 16/ نومبر 1245ء شب جمعہ نماز مغرب کے موقع پر دوسرے سجدہ میں ہوا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ آپ نے اپنی تفسیر کبیر کو جو بطرز حقائق لکھی ہے اس کی نو دپر نو ۹۹ جلدیں ہیں ۔ اور جو نصف قرآن کے اس آیت وعلمنہ من لد نا علما۔ تک پہونچے ہی تھے کہ اپنے رب اعلی سے جاملے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

○ 1245ء میں آپ کو مدفون ہونے کے بعد کسی حکمت کے سبب کچھ عرصہ بعد آپ کی مزار کو ایک طویل عرصہ تک عام لوگوں سے چھپادیا گیا۔ چوں کہ آپ کے کچھ لوگ دشمن ہوگئے تھے۔ اس لئے صرف خاص الخاص لوگ جو آپ کی صحبت رکھتے تھے آپ کی مزار سے واقف تھے۔ ایک طویل عرصہ تک آپ کی مزار لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوگئی، پھر جب سلطان سلیم ملک شام دمشق آیا اور آپکی مزار کو دریافت کر کے خوبصورت اونچی مزار بنوادی اور اس پر ایک شاندار گنبد بھی بنوادی جو آج تک اپنی خوبصورتی برقرار رکھے ہوئے ہے۔

آپ کا مزار، دمشق کے ایک محلہ صالحیہ (Salehia) میں ایک پہاڑ جبل قاسیون پر زیارت گاہ خلائق ہے۔ اس کتاب میں اس کی تصویر آنکھوں کی ٹھنڈک سامان مہیا کئے ہوئے ہے۔ فقیر غوثوی شاہ اپنے ایک پیر بھائی محترم جناب رشید محمد جمال صاحب کے ساتھ دمشق میں مقام صالحتیہ میں آپ کی مزار کی زیارت کی ہے اور مزار سے منسلک مسجد میں نماز بھی ادا کی ہے۔ جو سلطان سلیم کے نام سے منسوب ہے۔

○○○○○○○○○○○

سڑک کا نام "شارع ابن عربی" Sharey - Ibn-Arabi رکھا گیا ہے۔

حضرت شیخ اکبر ابن عربیؒ کی چار سو تصانیف میں سے حسب ذیل تصانیف زیادہ مشہور ہیں۔

○ تفسیر صغیر	○ تفسیر کبیر	○ فتوحات مکیہ	○ فصوص الحکم
○ ترجمان الاشواق۔ (مجموعۃ القصائد		○ کتاب الاخلاق	○ دیوان ابن عربیؒ
○ روح القدوس	○ محاضرات الابوار	○ ومسامرات الاخیار	○ مشکوۃ الانوار
○ التدبیرات الالٰھیۃ	○ مواقع النجوم	○ انشاء الدوائیر	○ کتاب العظمۃ
○ شجرۃ الکون	○ القول النفیس	○ کتاب الجلالہ	○ کتاب تاج الرسائل
○ کتاب النقبا	○ کتاب مارتی بہ الوارد	○ نقد النصوص	○ رسالہ وجودیہ

اور کبریت الاحمر (فقیر غوثوی شاہ) نے اس کتاب کو اردو زبان میں شائع کیا ہے آج بھی کئی کتابیں آپ کی اور آپ کی توصیف میں مصر وشام دمشق اور بیروت میں شائع ہوتی ہی رہتی ہیں چنانچہ حال ہی میں دمشق میں آپ کا دیوان (شعری مجموعہ) کی شرح دیوان سلطان العارفین الشیخ محی الدین ابن العربیؒ کے نام سے ایک کتاب چھپ چکی ہے۔ جس کے مرتب وشارح محترم احمد بن محمد دیر کی الہاشمی ہیں۔

نئی اور دیدہ زیب پرنٹنگ کے ساتھ آج بھی دوبائی وغیرہ میں حضرت شیخ اکبرؒ کی کتابیں مہنگے دام پر دستیاب ہیں اور لوگ بڑے شوق سے خریدتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبرؒ اور حضرت غوثی شاہؒ

سیدی حضرت غوثی شاہ صاحب قبلہؒ کو اپنے والد حضرت سیدی کریم اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت وخلافت سے اللہ کی دھن قائم ہو گئی تھی عین 20 یا 22 برس کی عمر میں حضرت شیخ اکبرؒ کی تجلی باطنی سے علوم حقائق ومعارف کا فیضان قائم ہو گیا۔ اور آپ (حضرت غوثی شاہؒ) ہندوستان کی سرزمین پر وحدۃ الوجود کے پیشوا بن گئے اور لوگوں کو فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ کے ساتھ وحدت الوجود کی تعلیم کا درس دینے لگے اور حضرت شیخ اکبرؒ کی یادیں ہر ہر سال 28 ربیع الثانی کو عرس شیخ اکبرؒ کی بنا ڈالی اور پھر بعد میں حضرت آقائی مولائی سیدی کمال اللہ شاہ المعروف بہ مچھلی والے شاہ صاحب قبلہؒ سے بیک وقت بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے اور حضرت سید مچھلی والے شاہ کی تاریخ وصال 29 ربیع

حضرت شیخ کا عقیدہ

○ میرے برادران و احباب اللہ تم سے راضی رہے۔ یہ عبد ضعیف و مسکین جو ہر آن و ہر لحظہ فقیر و محتاج الی اللہ ہے تم کو گواہ بناتا ہے کہ وہ اس کتاب (فتوحات مکیہ) کا مصنف و منشی ہے۔ وہ تم کو اپنے نفس پر گواہ کرتا ہے اور وہ گواہ کرتا ہے، اللہ کو، اس کے فرشتوں کو اور تمام حاضر مومنوں کو۔۔۔۔ اور جو سنیں ان کو بھی اپنے قول و عقیدے پر شاہد بناتا ہے۔

○ اللہ ایک ہے۔۔ الوھیت میں اس کا کوئی ثانی نہیں وہ بذاتہ موجود ہے۔

اللہ کے سواء جتنی چیزیں ہیں، اپنے وجود میں سب اس کے محتاج ہیں، پس تمام عالم اس سے موجود ہے۔ وجود بالذات و بنفسیہ وے صرف وہ موصوف ہے۔

وہ عرض نہیں ہے کہ اس کی بقا مستحیل (ناممکن) ہو۔ وہ جسم نہیں ہے کہ اس کے لئے جہت اور مقابلہ ہو۔۔ وہ جہات و اقطار سے مقدس و پاک ہے۔

○ وہ جب چاہے اپنے عرش پر مستوی و جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس استوا سے اللہ کی جو مراد ہو میں اس پر کان رکھتا ہوں۔ عرش و ماسوائے عرش حق جل وعلاہی سے قائم ہے۔

○ دنیا بھی اسی کی ہے آخرت بھی اس کی اول آخر سب اسی کا ہے۔ اس کا مثل معقول نہیں۔ اس کی بے نظیری مجہول نہیں۔ زمانہ اس کو محدود نہیں کر سکتا مکان اس کو بلند نہیں کر سکتا۔ وہ وقت بھی تھا جب مکان نہ تھا۔ وہ جیسا تھا ویسا ہی رہے گا۔ مکان اور متمکن دونوں کو اس نے پیدا فرمایا۔ زمانے کو بھی اس نے پیدا کیا۔ وہ فرماتا ہے کہ میں ایک ہوں۔ زندہ ہوں۔ مجھے حفاظت مخلوقات دشوار نہیں۔ اس کی کوئی صفت ایسی نہیں، جو مصنوعات کے پیدا کرنے میں پہلے سے نہ تھی۔ اللہ تعالی اس سے اعلیٰ ہے، کہ حوادث اس میں حلول کریں۔ یا اس کے صفات اس کے بعد پیدا ہوئے ہوں۔ یا اللہ تعالی اپنے صفات سے پہلے ہو۔ کیوں کہ یہ قبل و مابعد زمانے کے لحاظ سے ہیں۔ جو اس کی مخلوق ہے۔ وہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری شئے نہ تھی۔

○ وہ قیوم ہے۔ اس پر سب کا قیام و دار و مدار ہے۔ وہ کبھی نہیں سوتا۔ وہ قہار ہے اس کی ساخت عزت تک کسی کی رسائی نہیں۔ اس کا مثل کوئی نہیں۔

○ اس کا اس کے ملک و سلطنت میں کوئی شریک نہیں۔ نہ اس کے ملک میں کوئی اس کے ساتھ مدبر ہے نہ مشیر ہے۔

○ وہ سب کا خالق ہے اس کا کوئی خالق نہیں۔ خلقکم وما تعملون اللہ نے تم کو بھی پیدا کیا اور تمہارے افعال کو بھی۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون اس کے کام پر کسی کو سوال کرنے کا مقدور نہیں۔ بندوں سے جواب پرسی کا اس کو حق ہے۔۔۔
للہ الحجۃ البالغۃ لو شاء لھداکم اجمعین اللہ کی محبت کامل ہے۔ وہ چاہتا تو ہم سب کو ہدایت کر دیتا۔

دوسری شہادت

○ میں گواہ بناتا ہوں نیز اس کے فرشتوں کو اور تمام خلق کو، اور تم کو، اپنے نفس پر کہ میں توحید الہیٰ کا قائل و معتقد ہوں۔۔۔ نیز اللہ سبحانہ، کو گواہ بناتا ہوں۔۔۔ اور فرشتوں کو اور تم کو اپنے نفس پر کہ میں حضرت مصطفیٰ مختار و مجتبیٰ، برگزیدہ، خلایق و موجودات محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔۔ ایمان رکھتا ہوں۔ اللہ تعالی نے آپؐ کو تمام لوگوں پر بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ آپؐ اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپؐ سراج منیر ہیں۔ شمع روشن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر جو کچھ اتارا آپ نے اس کی تبلیغ کی۔

○ اللہ تعالیٰ ہم کو تم کو اس ایمان سے نفع بخشے۔ اور جب ہم اس دار فانی سے انتقال کریں تو وہ اس پر ثابت و قائم رکھے۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم

آپؒ کے وصایا (نصیحتیں)

○ بندہ جب کوئی گناہ کسی مقام پر کرے تو وہاں سے اس وقت تک نہ ٹلے جب تک کوئی طاعت وہاں نہ کرے۔ کیوں کہ وہ جس جگہ جس طرح اس کے گناہ کی گواہی دے گی اسی طرح اس کی عبادت کی بھی گواہی دے گی۔

تشریح:۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی یومئذ تحدث اخبارھا۔ (یعنی جس دن زمین بیان کریں گی اپنی خبریں) اور صحابہؓ سے پوچھا کہ جانتے ہو یہ خبریں بیان کرنا کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ و رسول اعلم (اللہ و رسولؐ زیادہ جانتے ہیں) آپؐ نے فرمایا زمین کی پشت پر جو اعمال کئے جا رہے ہیں زمین اس کی گواہی

دے گی۔ اسی لئے حضرت شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس زمین پر کوئی گناہ (نادانستہ) ہوجائے مثلاً بدنگاہی یا زبان سے جھوٹ نکل جائے یا غیبت ہوجائے یا کوئی براکام ہوتو وہاں سے نہ ہٹے بلکہ فوراً کوئی نیکی کرلے مثلاً دل سے توبہ کرلے اور زبان سے استغفراللہ یا سبحان اللہ کہدے۔ تو قیامت کے دن جب زمین کا وہ ٹکڑا اس کے گناہ کی گواہی دے گا۔ ساتھ ہی اس کی عبادت کی بھی گواہی دے گا۔

○ اللہ کی طرف سے کبھی بدگمان نہ ہونے چاہیئے۔ محسن ذوالجلال کی جناب میں ہمیشہ نیک گمان رکھنا چاہیئے۔ مبادا کہ جس وقت بندہ یہ گمان کرے اور اسی وقت دم نکل جائے اور دنیا سے بدگمان کوچ کرے۔

○ اللہ کا ذکر خلوت اور جلوت میں دل سے اور زبان سے ہر وقت کرتے رہنا چاہیئے۔ کیوں کہ بندے کا اس کو یاد کرنا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ بھی اس کو یاد کررہا ہے۔

○ ہر وقت اور ہر حالت میں قرب الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش رکھنا چاہیئے کیوں کہ جتنا قرب الٰہی حاصل کرنے کی بندہ کوشش کرتا ہے اللہ بھی اس بندہ سے قرب چاہتا ہے۔

○ اگر کوئی کار خیر ہاتھ سے نہ ہوسکتے تو دل میں کار خیر کے نہ کرنے پر راضی نہ ہونا چاہیئے اور نیت میں ہمیشہ کار خیر کی طرف بندہ کو رغبت رکھنا چاہیئے اور اگر کسی برائی کی طرف دل میں رغبت پیدا ہوتو اس کے ترک کرنے کا عزم بالجزم کرنا چاہیئے۔ حدیث میں آیا ہے کہ گناہ کو اس وقت تک بندہ کے نامہ، اعمال میں نہیں لکھا جاتا جب تک اس سے وقوع میں نہ آئے اور نیکی کو اسی وقت لکھ لیتے ہیں جس وقت کہ اس کے کرنے کی نیت پیدا ہوجاتی ہے گو ابھی کیا نہ ہو خیال کرنا چاہیئے کہ یہ کتنی بڑی اللہ کی مہربانی ہے کہ اپنے غضب پر رحمت کو اور قہر کو ترجیح اور تفوق دیا ہے۔

○ کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، افضل اذکار ہے اس کے ذکر کرنے کی ہمیشہ کوشش کرنا چاہیئے۔ یہ نفی و اثبات کے درمیان میں جامع ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ کلمہ توحید ہے اور توحید کی مانند کوئی چیز نہیں۔ میزان اعمال میں تمام چیزوں سے یہی کلمہ وزن دار ہوگا۔

○ جس طرح اعمال کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح اقوال کی نگہبانی بھی چاہیئے بلکہ خود قول عمل میں سے ہے خدا کو ہر بولنے والے کی زبان کے پاس سمجھنا چاہیئے اور کوئی بات ایسی کہ کہنے اور سننے کی

قابلیت نہ رکھتی ہو منہ سے نہ نکالنا چاہیئے۔ گو معتقد ایسی باتوں کا نہ ہو مگر بچنا چاہیئے اور ایسی بات کو سننا بھی نہ چاہیئے۔ کوئی چیز بات کرنے کے لئے زبان سے زیادہ مناسب نہیں اس لئے کہ دو دروازوں میں محفوظ ہے ایک دروازہ ہونٹوں کا ہے اور دوسرا دانتوں کا مگر پھر بھی بہت فضول ہے اور یہ خرابیوں کے دروازے کھول دیتی ہے۔ کم بولنا اور بہت سننا فطرت میں داخل ہے۔ دیکھو زبان ایک دی گئی ہے اور کان دو یہ کیا اچھا نکتہ ہے۔

○ عالم بے عمل کو برا نہ جاننا چاہیئے۔ دوسروں کے اوپر اس کا بھی حق ہے کہ علم کی توقیر کرتے رہیں اس کا علم اللہ کے نزدیک بڑا درجہ رکھتا ہے پس اگر کوئی اس کے حال پر نکتہ چینی کرے گا تو حجاب میں پڑجائے گا اور اگر عالم اپنے علم کے موافق عمل کرتا تو اور زیادہ مرتبہ پاتا اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیت خیر تمام کاموں کی جائز ہے اور ہر ایک آدمی کو اس کے ارادہ کا ثمرہ ملتا ہے۔ اس مقام پر حضرت شیخ موصوف نے بیوی بچے مال وجاہ چاروں کو فتنے قرار دے کر ہر ایک کی پوری تفصیل کی ہے۔

○ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کیا یا تجھ سے لے لیا تو اسی پر نگاہ رکھے اور اسی کی طرف سے سمجھے جو کچھ اس نے تجھے دیا ہے وہ اسی لئے دیا ہے کہ تو شکر بجالائے شکر ہی سے نعمت اور زیادہ ہوتی ہے اور کفران نعمت کا شیوہ ہے جو کچھ اللہ نے تجھ سے لے لیا وہ اس وجہ سے لے لیا ہے کہ تو صبر کا پھل حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کی محبت و معصیت سے سرفراز ہووے اور جب کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہوگا اور تجھے اپنا دوست بنالے گا تو تیرے ساتھ وہی معاملہ کرے گا جو ایک محب اپنے محبوب کے ساتھ کیا کرتا ہے اور پھر آخرت کی تمام بلاؤں سے محجوب کردے گا۔

○ اللہ تعالیٰ کے تمام حقوق کو بجالاتا رہے اور اس کے خلاف سے بچے۔ بڑا حق اس کا یہ ہے کہ شرک سے احتراز کرے اور شرک دو طرح کا ہوتا ہے۔ جلی و خفی۔ شرک جلی ظاہر ہے اور شرک خفی اسے کہتے ہیں کہ جو اسباب دنیا کے معاملات کے لئے اللہ نے بنادئے ہیں ان پر بھروسہ نہ کرے اور دل کو انھیں اسباب کا مقید نہ کرے۔ یہ شرک خفی بھی دین کے لئے ایک بڑی بلا ہے اگرچہ ہم کو یہ حکم ہے کہ اپنے عیال کے لئے کوشش کرکے انھیں نفقہ پہنچائیں۔ مگر یہ حکم کب ہے کہ ان اسباب پر بھروسہ کرلیں۔ بھروسہ صرف اللہ پر چاہیئے۔ کلام تو اس میں ہے کہ ان پر اعتماد نہ کرلے اور یہ غرض نہیں بلکہ ان پر عمل بھی نہ کرے اعتماد کرنا اور ہے اور عمل کرنا اور۔

○ دنیا میں اپنی بڑائی کا خیال نہ کرنا چاہیئے کیوں کہ اس کا انجام برا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی درگاہ سے رد کردیتا ہے۔ آدمی کے لئے یہی بہتر ہے کہ کوئی اسے نہ جانے نہ وہ کسی کو پہچانے۔ یہ اور

بات ہے کہ اللہ اپنی مہربانی سے مقبول خلائق کر دے کیوں کہ یہ اس کی خواہش سے نہیں مگر خود بڑائی کا خواہاں نہ ہو اپنے آپ کو ہمیشہ ذلت و مسکنت اور خضوع و خشوع کی خواہش رکھے اور اللہ اپنی طرف سے عطا کرے تو یہ اس کا عطیہ ہے اور یہ مرتبہ اس وقت حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مشہود ہو جائے اور خلق و عالم نظر اعتبار سے مفقود ہو جائے۔

○ دین میں جھگڑے سے بچے خواہ حق پر ہو یا باطل پر دونوں حالتوں میں مباحثہ اور مناظرہ نہ کرے اگر یہ ناحق پر ہے تو اس کیلئے جھگڑے سے بچنا بہت ہی ضروری ہے (اور حق کو قبول کرنا واجب ہے) اور اگر حق پر ہے تو اس کے لئے جنت میں ایک مکان تیار ہوگا اور وجہ اس کی یہ ہے مناظرہ میں جھگڑے سے بہت کم بچا تا ہے تو نقصان کی امید زیادہ اور نفع کی کم ہے۔

○ حسن خلق اپنا شیوہ رکھے اور بری باتوں اور بد مزاجی سے بچے۔

○ ہر روز قرآن کی تلاوت کیا کرے اور صفات الٰہیٰ میں جو اس میں مذکور ہیں غور و فکر کرتا جائے۔ اہل قرآن اللہ کے مقربوں میں داخل ہیں۔

○ اس آدمی کی صحبت اختیار کرنا چاہیئے جس سے علم و عمل کا فائدہ حاصل ہو سکے اور اس شخص کی صحبت سے بچنا چاہیئے جس سے دین و دنیا میں ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

○ حدود شرعی (سزاء) اپنے بدن پر اور اپنے متعلقین کے بدن پر جاری کرے۔ اگر سلطان ہے تو اس پر حدوں کا جاری کرنا متعین ہے ورنہ اتنا ضروری ہے کہ وہ اپنی جان کا مالک ہے۔ اپنی جان پر حد جاری کرنے سے دریغ نہ کرے اعضاء سے کار خیر لے تاکہ مرے تو اس مواخدہ سے بری مرے۔

○ راہ خدا میں صدقہ دنیا چاہیئے۔ اللہ نے قرآن میں صدقہ دینے والوں کا ذکر کیا ہے۔ صدقہ فرض کا نام زکواۃ اور صدقہ نفل کا نام تطوع ہے۔ فرض کے ادا کرنے سے بخل کا اطلاق اس سے اٹھ جاتا ہے اور تطوع سے اس کے درجات میں ترقی ہوتی ہے۔ صفت کرم اور جود و سخا اور ایثار کے ساتھ موصوف ہوتا ہے اور جو کوئی ان دونوں مقاموں کے سوا مال خرچ کرتے تو وہ فضول خرچ مسرف کہلاتا ہے اور اسراف برا ہے۔ اس میں منعم حقیقی کی نعمت کا کفران ہے۔

○ نفس پر جہاد کرنا چاہیئے۔ جہاد اکبر یہی ہے اور اس آیت میں یہی مراد ہے یاایھاالذین آمنو قاتلو الذین یلونکم من الکفار اے ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے۔ جب اس جہا

پر کامیاب ہو جائے تو اعدائے ظاہر سے جہاد کرنا آسان ہو جائے گا اور مراتب شہادت باطن و ظاہر دونوں حاصل ہوں گے۔

○ ہر مسلمان کے ساتھ بحیثیت مسلمان ہونے کے رعایت کرنا چاہئے جس طرح اسلام نے ان میں مساوات قائم کی ہے۔ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ صاحب دولت و مالدار ہے، حاکم وقت ہے، بڑا آدمی ہے اور یہ مفلس ہے، محتاج ہے، محکوم ہے، حقیر ہے، ذلیل ہے بلکہ اسلام کو ایک شخص واحد کی طرح جاننا چاہئے۔ اور مسلمانوں کو اس شخص کے اعضاء سمجھنا چاہئے اسلام کا وجود مسلمانوں پر منحصر ہے جس طرح ایک شخص کا وجود اعضاء اور تمام قوائے ظاہر و باطن پر موقوف ہے۔

○ پڑوسیوں کے حقوق پر خیال کرے اور جس کا دروازہ زیادہ قریب ہو اس کا حق مقدم سمجھے اگرچہ ہمسایہ غیر مسلم ہو مگر ہمسائگی کا حق ادا کرے اور مہربانی و عنایت سے پیش آتا رہے۔

○ اگر قدرت رکھتا ہو تو مسلمان ہی کی مدد کرنا چاہئے ظالم ہو یا مظلوم۔ ظالم کی مدد کرنا تو یہ ہے کہ اس کو ظلم کرنے سے منع کرے۔

اور مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اس پر سے ظلم دفع کرے۔

○ مسلمانوں کو ہمیشہ اپنی نصیحت سے بہرہ مند رکھے۔ اس کار خیر سے کبھی ان کے ساتھ دریغ نہ کرے مگر ناصح کے لئے بہت سے علوم کی ضرورت ہے۔ ایک شریعت کی ضرورت ہے کہ وہ علم زبان و مکان واحوال مردم کو شامل ہے۔ دوسرے علم ترجیح سے واقف ہو تا کہ جب باہم کسی معاملہ میں اختلاف واقع ہو تو اسے صاف کر دے۔ سیاست و عدالت اس نصیحت میں داخل ہے۔

○ اپنے [illegible] وقت کی نمازوں کے درمیان اپنے اوقات کو منضبط رکھے۔

یعنی درمیان میں کوئی برا کام نہ ہونے پائے۔

○

افراط و تفریط سے اے عارف باللہ
توحید الہیٰ کو نگہہ رکھہ گہہ و بیگاہ
ہر شئے میں تجھے ذات خدا کی نظر آنا
توحید حقیقی ہے سن اے باقی باللہ

(ماخذ خرمن کمالؒ) مصنف شاہ کمالؒ

مشہور درود شیخ اکبرؒ بنام درود تاج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ۔ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ۔ اِسْمُہٗ مَکْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۔ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ۔ جِسْمُہٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَھَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی الْبَیْتِ وَالْحَرَمِ ۔ شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی، صَدْرِ الْعُلٰی نُوْرِ الْھُدٰی کَھْفِ الْوَرٰی مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ۔ جَمِیْلِ الشِّیَمِ ۔ شَفِیْعِ الْاُمَمِ ۔ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ ۔ وَاللّٰہُ عَاصِمُہٗ ۔ وَجِبْرِیْلُ خَادِمُہٗ ۔ وَالْبُرَاقُ مَرْکَبُہٗ ۔ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُہٗ ۔ وَسِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی مَقَامُہٗ، وَقَابَ قَوْسَیْنِ مَطْلُوْبُہٗ ۔ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُہٗ ۔ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُہٗ ۔ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۔ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ ۔ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ اَنِیْسِ الْغَرِیْبِیْنَ ۔ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ رَاحَۃِ الْعَاشِقِیْنَ ۔ مُرَادِ الْمُشْتَاقِیْنَ شَمْسِ الْعَارِفِیْنَ ۔ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ ۔ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِیْنَ ۔ مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنَ ۔ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ ۔ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ ۔ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ ۔ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَیْنِ ۔ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَیْنِ وَالْمَغْرِبَیْنِ ۔ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِؑ، مَوْلَانَا وَمَوْلَی الثَّقَلَیْنِ ۔ اَبِی الْقَاسِمِؑ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رضؓ ۔ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ۔ یَا اَیُّھَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔

ص/

از: حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ

درود شیخ اکبرؒ

بنام درودِ انوار

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مَنْ تَفَجَّرَ مِنْ نُّوْرِہٖ جَمِیْعُ
الْاَنْوَارِ ط وَتَقَسَّمَ مِنْ سِرِّہٖ جَمِیْعُ الْاَسْرَارِ ط مَنْ
جَعَلْتَہُ الْوَاسِطَۃَ بَیْنَکَ وَبَیْنَ مَخْلُوْقَاتِکَ
الَّذِیْ نَصَبْتَہٗ لِتَوَجُّھَاتِ ذَاتِکَ ط وَلِعَیْبَۃٍ
لِتَجَلِّیَاتِ اَسْمَائِکَ وَصِفَاتِکَ ط اَوَّلِ مَنْ
ظَھَرَ بِذَاتِہٖ وَاٰخِرِ مَنْ بَرَزَ بِجِسْمِہٖ، وَ
صِفَاتِہٖ الظَّاھِرِ بِشَرِیْعَتِہٖ وَالْبَاطِنِ
بِحَقِیْقَتِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ ط

از: حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ

یاراں کہہ دو کون کے مقصود پہ درود
اس احمد محمد و محمود پہ درود
موجود جس وجود کے ہے جود سے جہاں
جاوید اس مجید ذی الجود پہ درود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درودِ شیخ اکبرؒ (درودِ وجودیہ)

اللّٰھمّ صلِّ وسلّم سیّدِنا مُحمّدٍ اکملِ مخلوقاتِک وسیّدِ أھلِ ارضِیک واھلِ سمٰواتِک النّورِ الاعظمِ والکنزِ المطلسمِ والجوھرِ الفردِ وسرّ المبتدیٔ الّذی لیس لہٗ مثلٌ منطوقٌ ولا شبہٗ مخلوقٌ وارضَ عن خلقتہٖ فی ھذا الزّمانِ من جنسِ عالمِ الانسانِ الرّوحِ المتجسّدِ والفردِ المتحدِ رحجّۃِ اللہِ فی الاقضیّۃِ وعُمدۃِ اللہِ فی الامضیۃِ محلِ نظرِ اللہِ من خلقہٖ مُنفّذٌ احکامہٖ بینھم بصدقہٖ الممدّ للعوالم بروحانیّۃِ المفیضِ علیھم من نورِ نورانیّتہٖ من خلقہُ اللہُ علیٰ صورتہٖ وأشھدہٗ ارواحَ ملائکتہٖ وخصّصہٗ فی ھذا الزّمانِ لیکونَ للعالمین أمانٌ فھو قطبُ دائرۃِ الوجودِ • ومحلّ السّمعِ والشّھودِ فلا تحرّکُ ذرّۃٌ فی الکونِ الّا بعلمہٖ • ولا تسکن الّا بحکمتہٖ • لأنّہٗ مظھرُ الحقّ • ومعدنُ الصدقِ • اللّھمّ بلّغ سلامی الیہِ • واوقفنی بین یدیہ وافض علیّ من مددہٖ واخرسنی بعددہٖ وانفخ فیّ من روحہٖ کی احیی بروحہٖ وصلّی اللہُ وسلّم علی سیّدنا محمّدٍ وعلی آلہٖ وصحبہٖ اجمعین والحمدُ للہ ربِّ العالمین،

(از حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؓ)

بسم الله الرحمن الرحيم

* (صلى الله على سيدنا محمد وآله وسلم)

الحمد لله الذى أوجد الاشياء عن عدم وعدمه وأوقف وجودها على توجه كلمه لتحقق بذلك سر حدوثها وقدمها من قدمه ونقف عند هذا التحقيق على ما أعلمنا به من صدق قدمه فظهر سبحانه وظهر وأظهر وما بطن ولكنه بطن وأبطن وأثبت له الاسم الاول وجود عين العبد وقد كان ثبت وأثبت له الاسم الآخر تقدير الفناء والفقد وقد كان قبل ذلك ثبت فلولا العصر والمعاصر والجاهل والخابر ما عرف أحد معنى اسمه الاول والآخر ولا الباطن والظاهر وان كانت أسماؤه الحسنى على هذا الطريق الاسنى ولكن بينهما تباين فى المنازل يتبين ذلك عند ما تتخذ وسائل لحلول النوازل فليس عبد الحليم هو عبد الكريم وليس عبد الغفور هو عبد الشكور فكل عبد له اسم هو ربه وهو جسم ذلك الاسم قلبه فهو العليم سبحانه الذى به علم والحاكم الذى حكم وحكم والقاهر الذى قهر وأقهر والقادر الذى قدر وكسب ولم يقدر الباقى الذ[ى] [اتس]م به صفة البقاء والمقدس عند المشاهدة عن المواجهة والتلقاء بل العبد فى ذلك الموطن الانزه لاحق بالتنز[يه] [لا]نه سبحانه وتعالى فى ذلك المقام الانوه يلحقه التشبيه فنزول من العبد فى تلك الحضرة الجهات ... عدم عند ... [ق]يام النظرة به منه الالتفات أحمده حمد من علم انه سبحانه علا فى صفاته وعلى وجل فى ذاته وجلى وان حجاب العزة دون سبحانه مسدل وباب الوقوف على معرفة ذاته مقفل ان خاطب عبده فهو المسمع السميع وان أمر بفعله فهو المطاع المطيع ولما حيرتنى هذه الحقيقة أنشدت على حكم الطريقة المخليقة

الرب حق والعبد حق * ياليت شعرى من المكلف

ان قلت عبد فذاك ميت * أو قلت رب أنى يكلف

فهو سبحانه يطيع نفسه اذا شاء بخلقه وينصف نفسه مما تعين عليه من واجب حقه فليس الأشباح خاليه ... [ع]لى عروشها خاويه وفى ترجيع الصدى سر ما أشرنا اليه لمن اهتدى وأشكره شكر من تحقق ان بالتكليف ظهر الاسم المعبود وبوجود حقيقة لا حول ولا قوة الا بالله ظهرت حقيقة الجود والا فاذا جعلت الجنة جزاء لما عملت فأين الجود الالهى الذى عقلت فأنت عن العلم بأنك لذاتك موهوب وعن العلم بأصل نفسك محجوب فاذا كان ما تطلب به الجزاء ليس لك فكيف ترى عملك فاترك الاشياء وخالقها والمرزوقات ورازقها فهو سبحانه الواهب الذى لا يعل والملك الذى عز سلطانه وجل اللطيف بعباده الخبير الذى ليس كمثله شئ وهو السميع البصير والصلاة على سر العالم ونكتته ومطلب العالم وبغيته السيد الصادق المدلج الى ربه الطارق المخترق به السبع الطرائق ليريه من أسرى به ما أودع من الآيات والحقائق فيما أبدع من الخلائق الذى شاهدته عند انشائى هذه الخطبة فى عالم حقائق المثال فى حضرة الجلال مكاشفة قلبيه فى حضرة غيبيه ولما شاهدته صلى الله عليه وسلم فى ذلك العالم سيدا معصوم المقاصد محفوظ المشاهد منصورا مؤيدا وجميع الرسل بين يديه مصطفون وأمته التى هى خير أمة عليه ملتفون وملائكة التسخير من حول عرش مقامه حافون والملائكة المولدة من الاعمال بين يديه صافون والصديق على يمينه الانفس والفاروق على يساره الاقدس والختم بين يديه قد حنى يخبره بحديث الانثى وعلى صلى الله عليه وسلم يترجم عن الختم بلسانه وذو النورين

تذکرہ شیخ اکبر

(بسم الله الرحمن الرحيم)

(مقدمة الكتاب)

فلنلو بما وقع عندى أن أجعل فى هذا الكتاب أولا فصلا فى العقائد المؤيدة بالادلة القاطعة والبراهين الساطعة
ثم رأيت ان ذلك تشغيب على المتأهب الطالب للمزيد المتعرض لنفحات الجود بأسرار الوجود فان المتأهب اذا
لزم الخلوة والذكر وفرغ المحل من الفكر وقعد فقيرا لا شئ له عند باب ربه حينئذ يمنحه الله تعالى ويعطيه من
العلم به والاسرار الالهية والمعارف الربانية التى أثنى الله سبحانه بها على عبده خضر فقال عبدا من عبادنا آتيناه
رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما وقال تعالى واتقوا الله ويعلمكم الله وقال ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا وقال
ويجعل لكم نورا تمشون به قيل للجنيد بم نلت ما نلت فقال بجلوسى تحت تلك الدرجة ثلاثين سنة وقال أبو يزيد
أخذتم علمكم ميتا عن ميت وأخذنا علمنا عن الحى الذى لا يموت فيحصل لصاحب الهمة فى الخلوة مع الله وبه جلت
هبته وعظمت منته من العلوم ما يغيب عندها كل متكلم على البسيطة بل كل صاحب نظر وبرهان ليست له هذه الحالة
فانها وراء النظر العقلى اذ كانت العلوم على ثلاث مراتب (علم العقل) وهو كل علم يحصل لك ضرورة أو عقيب نظر
فى دليل بشرط العثور على وجه ذلك الدليل وشبهه من جنسه فى عالم الفكر الذى يجمع ويختص بهذا الفن من العلوم
ولهذا يقولون فى النظر منه صحيح ومنه فاسد (والعلم الثانى) علم الاحوال ولا سبيل اليه الا بالذوق فلا يقدر عاقل على
أن يحدها ولا يقيم على معرفتها دليلا كالعلم بحلاوة العسل ومرارة الصبر ولذة الجماع والعشق والوجد والشوق وما شاكل
هذا النوع من العلوم فهذه علوم من المحال أن يعلمها أحد الا بأن يتصف بها ويذوقها وشبهها من جنسها فى أهل الذوق
كمن يغلب على محل طعمه المرة الصفراء فيجد العسل مرا وليس كذلك فان الذى باشر محل الطعم انما هو المرة الصفراء
(والعلم الثالث) علوم الاسرار وهو العلم الذى فوق طور العقل وهو علم نفث روح القدس فى الروع يختص به النبى
والولى وهو نوعان نوع منه يدرك بالعقل كالعلم الاول من هذه الاقسام لكن هذا العالم به لم يحصل له عن نظر ولكن
مرتبة هذا العلم أعطت هذا والنوع الآخر على ضربين ضرب منه يلتحق بالعلم الثانى لكن حاله أشرف والضرب
الآخر من علوم الاخبار وهى التى يدخلها الصدق والكذب الا أن يكون المخبر به قد ثبت صدقه عند المخبر وعصمته فيما
يخبر به ويقوله كاخبار الانبياء صلوات الله عليهم عن الله كاخبارهم بالجنة وما فيها فقوله ان ثم جنة من علم الخبر وقوله فى
القيامة ان فيها حوضا أحلى من العسل من علم الاحوال وهو علم الذوق وقوله كان الله ولا شئ معه ومثله من علوم العقل
المدركة بالنظر فهذا الصنف الثالث الذى هو علم الاسرار العالم به يعلم العلوم كلها ويستغرقها وليس صاحب تلك العلوم
كذلك فلا علم أشرف من هذا العلم المحيط الحاوى على جميع المعلومات وما بقى الا أن يكون المخبر به صادقا عند السامعين
معصوما هذا شرطه عند العامة وأما العاقل اللبيب الناصح نفسه فلا يرمى به ولكن يقول هذا جائز عندى أن يكون
صدقا أو كذبا وكذلك ينبغى لكل عاقل اذا أتاه بهذه العلوم غير المعصوم وان كان صادقا فى نفس الأمر فيما أخبر به
لكن كما لا يلزم هذا السامع له صدقه لا يلزمه تكذيبه ولكن يتوقف وان صدقه لم يضره لانه أتى فى خبره بما لا يحيله
العقل بل بما يجوزه أو يقف عنده ولا يهد ركنا من أركان الشريعة ولا يبطل أصلا من أصولها فاذا أتى بأمر جوزه العقل
وسكت عنه الشارع فلا ينبغى لنا أن نرده أصلا ونحن مخيرون فى قبوله فان كانت حالة المخبر به تقتضى العدالة لم يضرنا قبوله
كما نقبل شهادته ونحكم بها فى الاموال والارواح وان كان غير عدل فى علمنا فننظر فان كان الذى أخبر به حقا بوجه ما
عندنا من الوجوه المصححة قبلناه والا تركناه فى باب الجائزات ولم نتكلم فى قائله بشئ فانها شهادة مكتوبة نسأل عنها قال
تعالى ستكتب شهادتهم ويسألون وأما أولى من نصح نفسه فى ذلك ولو لم يأت هذا المخبر الا بما جاء به المعصوم فهو حاك
ما عندنا من رواية عنه فلا فائدة زادها عندنا بخبره وانما يأتون رضى الله عنهم بأسرار وحكم من أسرار الشريعة مما هى
خارجة عن قوة الفكر والكسب ولا تنال أبدا الا بالمشاهدة والالهام وما شاكل هذه الطرق ومن هنا تكون الفائدة .

حضرت شیخ اکبرؒ کے عرس کی ایک پرانی یادگار فوٹو

17 / جنوری 1954ء بروز یکشنبہ حضرت شیخ اکبرؒ کے عرس کے موقعہ پر حضرت سیدی غوثی شاہ صاحب بیت النور چنچلگوڑہ میں اپنے فرزند حضرت احمد ابن عربی المعروف سید مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہؒ کی رسم جانشینی انجام دے کر کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

حضرت شیخ اکبرؒ کے عرس کے موقعہ پر بیت النور، چنچلگوڑہ میں حضرت سیدی مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہؒ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے۔ (فوٹو 1974ء)

شبیہہ مبارک حضرت سیدی مچھلی والے شاہؒ

DIED : 1930 A.D.

شبیہہ مبارک

حضرت سیدی غوثی شاہؒ

BORN : 1 July - 1889
DIED : 6 JUNE : 1954

شبیہہ مبارک

سیدی احمد ابن عربی۔ المعروف سیدی مولانا صحوی شاہؒ

Born : 23 FEBRUARY 1923
DIED : 15 MAY 1979

حضرت شیخ اکبرؒ کی تعلیمات اور حضرت سید شاہ کمالؒ کے اشعار

صوفیہ کا یاد رکھ قاعدہ کلیہ خلق نہ ہوجائے حق عبد نہ ہوجائے رب

معرفت کی ہوا میں اڑنے کو عینیت غیریب دو(۲) پر ہونا

ہے وحدۃ الوجود کے ہر چند اعتبار خلائق علاحدہ نہ خلائق علحدہ

خدا موجود تھا اول نہ تھا غیر وہ غیر اب بھی عدم ہے گر تو سمجھے

ایک جاننا حقیقت اللہ و عبد کو الحاد و کفر و زندقہ روت جود ہے

دو ہنیں حق کی نبیؐ کی پیر کی میری قسم ایک ہے حق کا نبیؐ کا پیر کا میرا وجود

حق داد ہے ولایت صوری و معنووی نیں منحصر بخواجہ و مولا شیخ و سید

موحد وہ جو کرے وحدت الوجود قرار زصدق دل بزبان لیک ظل سے کر انکار

اشیاء کی عین میں ہے خدائی ذواہتا فرمائے شیخ اکبرؒ صوفی متقی

OOOOOOOOOOOOOOOOO

ماخذ خرمن کمال مصنفہ حضرت سید شاہ کمالؒ جو ٹیپو سلطان کے مرشد ہیں

تینتیسواں ۳۳ جلسہ

٤٨٦ — ٥٩٢

عرس شیخ اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام العارفین سیدنا محمد محی الدین ابن عربی

شیخ الموحدین

بتقریب ۶ و ۷ رجب ۱۳…ھ

دو یوم جمعہ و شنبہ

و عرس محمود اللہ شاہ و کمال اللہ شاہ

حسینی

رحمۃ اللہ علیہما

حضرت قطب المحققین

حضرت شمس العارفین سید سلطان

بعنوان (حقائق و معارف)

پیر و مرشد کنز العرفان الحاج حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب قبلہ چشتی قادری مدظلہ تقریر فرمائینگے

بعد عشاء ۹½ بجے

بمقام

بیت النور چنچل گوڑہ حیدرآباد دکن

اہل سلسلہ غوثیہ کمالیہ

(مائیکروفون اور زنانہ کا انتظام ہے)

۱۸-۱۹ رجب سنہ ۱۳۷۲ھ (دو یوم) جمعہ و شنبہ

۷۸۶ / ۶۹۲

بتقریب عرس شیخ اکبر حضرت امام العارفین سیدنا شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۵ پینتیسواں عظیم الشان سالانہ جلسہ

و حضرت شمس العارفین سید سلطان محمود اللہ شاہ حسینی و حضرت سراج الصادقین کمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہما

الحاج کنز العرفان حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب قبلہ قادری حسینی مدظلہ العالی

بمقام "بیت النور" چنچل گوڑہ حسب نظام العمل ذیل جلسہ منعقد ہے حیدرآباد دکن

۱۹ رجب سنہ ۱۳۷۲ھ				۱۸ رجب سنہ ۱۳۷۲ھ		
عنوان	وقت	اسماء	[illegible]	عنوان	وقت	اسماء

حضرت امام العارفین **شیخ اکبر محی الدین ابن عربی** رضی اللہ عنہ

و حضرت سید سلطان محمود اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ **و حضرت کمال اللہ شاہ مچھلی والے شاہ**

زیر نگرانی حضرت مولانا **صحوی شاہ** سجادہ نشین سلسلہ غوثیہ کمالیہ

حسب صراحت عنوان و مقررین روزانہ

جمعہ ۱۲ نومبر ۱۹۶۵ء بمسجد ٹھگی جیل الٰہی چمن کاچیگوڑہ بعد مغرب

قراءت ونعت	جناب قاری وحافظ محمد غوث صاحب وجناب محمد قاسم صاحب
اعتبارات دین	مولانا الحاج سعد اللہ شاہ صاحب
خواجۂ معرفت	مولانا شاہ محمد عبد القدوس صاحب
اسلام اور پیام امن	مولانا حافظ محمد ابو یوسف صاحب ایم ایل سی
حقیقت معراج	مولانا الحاج ڈاکٹر غلام دستگیر رشید

المنتظران جمیع وابستگان سلسلہ غوثیہ کمالیہ

سلام بحضور خیر الانامؐ

بشیراً نذیرا سلامٌ علیکم سراجاً مُنیرا سلامٌ علیکم
اندھیروں کو غفلت کے اک نور بخشا ڈرایا ہنسایا سلامٌ علیکم
ازل سے ہی اس در سے وابستگی ہے غلاموں کے آقا سلامٌ علیکم
بصیرت عطا کی گئی ہے تم ہی سے تجلّیِ مولا سلامٌ علیکم
جسے تم نے چاہا اسے حق نے چاہا اُو رحمت سراپا سلامٌ علیکم
تمہارے تبسّم کا پرتو یہ جنت نگارِ مدینہ سلامٌ علیکم
گلستانِ عالم میں نکہت بھی تم سے بہارِ تمنا سلامٌ علیکم
نگاہوں کا نور اور روحوں کی راحت دلوں کا دلارا سلامٌ علیکم
وہ تم ہی تھے سو شان سے آگئے جو نویدِ مسیحا سلامٌ علیکم
تمہارے ہی نقشِ قدم کی تجلی یہ دنیا وہ عقبیٰ سلامٌ علیکم
ان عارض پہ قربان ہوں چاند سورج تم ان کا اجالا سلامٌ علیکم
تمہاری ہی زلفوں کی چھاؤں گھٹائیں وہ لب برق آسا سلامٌ علیکم
بس اب چوم لوں بڑھکے دہلیز در کی یہی ہے تمنّا سلامٌ علیکم
حضوری میں سر سے چلا آئے صحوی اگر ہو بلاوا سلامٌ علیکم

(ماخذ تقدیس شعر" از: حضرت صحوی شاہؒ)

گلکدہ خیال کا ایک ورق

محبوبِ نازنیاں صلی اللہ علیہ وسلم
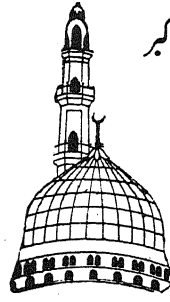
سُلطانِ تاجداراں — شہہِ شہانِ خُوباں
ناز ہمہ حسیناں — دلدار دِلربایاں

تُجھ سے بہار عالم — دِل بندِ صد گلستاں
تو ہی حیات عالم — اے جان جملہ جاناں

سرتاجِ ماہ رُویاں — سرخیل جنگجویاں
سرتاج کج کلاہاں — محبوبِ نازنیناں

اے صدر بزم امکان — اے میر محفلِ جاں
تقدیر جملہ اکواں — ائے بخت خوش نصیباں

فِردوس چشم بینا — ائے پیکِ صد گلستان
اے مالک غوثوی — اے وجہ دین و لماں

====================

پیک (پیامبر) ۔ کج کلا (معشوق) ۔ اکوان (جملہ موجودات)
بخت (قسمت) ۔ دلبند (پیارا) ۔ سرخیل (سردار، امیر)
جنگجویاں (حق کی راہ میں لڑنے والے)

(از :۔ مولانا غوثوی شاہ)
مولف کتاب ہذا

ہماری مطبوعات

○ مواعظ غوثیؒ	تقاریر از حضرت غوثی شاہؒ	بار اول
○ کلمہ طیبہ	حضرت غوثی شاہ صاحبؒ	بار دوم
○ مقصد بیعت	حضرت غوثی شاہ صاحبؒ	بار دوم
○ کتاب مبین (سورہ بقر)	حضرت صحوی شاہ صاحبؒ	بار دوم
○ تشریحی ترجمہ قرآن (الم تا والناس)	حضرت صحوی شاہ صاحبؒ	بار دوم شائع
○ منظوم ترجمہ (الم تا والناس)	حضرت صحوی شاہ صاحبؒ	بار دوم شائع
○ رد منافقت	حضرت صحوی شاہ صاحبؒ	بار دوم
○ تقدیس شعر	حضرت صحوی شاہ صاحبؒ	بار دوم
○ کلمات کمالیہ	مصنفہ حضرت شاہ کمال اللہؒ	بار دوم

مولانا غوثوی شاہ صاحب کی تصانیف ○ رسول جہاںؐ ○ میزان الطریقت ○ اسرار الوجود ○ عظمت مدینہ ○ دیارین ○ کتاب سلوک ○ فضائل کلمہ طیبہ ○ فیوضات کمال ○ تعلیمات صحویہ ○ تذکرہ نعمانؒ ○ سرسری تعارف بنام تذکرہ شیخ اکبرؒ ○ گلکدہ خیال (شعری مجموعہ)

==================

عقائد اہل سنت سے متعلق حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب قبلہ کی مشہور تصنیف " بدعت حسنہ " الحمد للہ بار چہارم شائع ہو چکی ہے قیمت 20 روپے ، ملنے کا پتہ ، حسامی بک ڈپو مچھلی کمان ، حیدرآباد اور ادارہ النور ، بیت النور ، چنچلگوڑہ ، حیدرآباد ۔
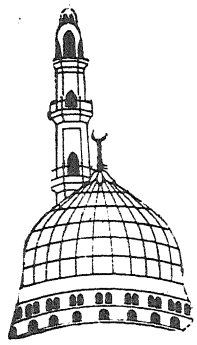
منظوم نعتیہ کلام۔ نذر مدینہ کا ایک ورق

از:۔ حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب

رحمتِ حق

○

تم رحمت حق تم جان جہاں اے صلی علی سبحان اللہ
تم پر ہو فدا دل اور یہ جاں اے صلی علی سبحان اللہ

تم نورِ مجرد مظہر حق تم مرکز کل تم ختم رسل
تم تاجور و سرتاج جہاں اے صلی علی سبحان اللہ

تم حامدِ حق محمود خدا تم شاہد حق مشہود خدا
مسجود ملک میں تم ہی نہاں اے صلی علی سبحان اللہ

تم نور ہدیٰ تم نور خدا تم نور ہی نور از سراتاپا
تم نور زمین تم نور زماں اے صلی علی سبحان اللہ

تم باعث ایجاد عالم ہر شئے کے لئے بھی رحمت تم
ہاں! حق ہے دو عالم کا رحماں اے صلی علی سبحان اللہ

تسکین دل مضطر تم سے اور تم سے تسلی روح کو بھی
تم راحت دل تم راحت جاں اے صلی علی سبحان اللہ

جو زیر فلک ہے دور میں ہے، تسبیح میں ہے یا رقص میں ہے
تم سے ہی فلک بھی ہے گرداں اے صلی علی سبحان اللہ

جو آنکھ ہے تم پر قرباں ہے، جو دل ہے نچھاور ہے تم پر
تم روح رواں کون ومکان اے صلی علی سبحان اللہ

ہر ذرہ ہے مہر و ماہ جہاں اس خاک پر صدقے ارض جناں
تاثیر بھلا کیا ہوگی بیاں اے صلی علی سبحان اللہ

کب بخت رسائی پاتا ہے کب دیکھئے قسمت بنتی ہے
جی چاہتا ہے سجدے ہوں وہاں اے صلی علی سبحان اللہ

اللہ کوئی صورت ایسی صحوی کے لئے نکلے تو سہی
آجائے نظر گنبد کا سماں اے صلی علی سبحان اللہ

==========